عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۵ تا ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جون ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۲۳

طالبان علوم نبوت اور نسبت قرآنی

اُلجھتی گتھیاں سُلگتے مسائل

نئے تعلیمی بورڈ "مجمع العلوم الاسلامیۃ" کا قیام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

میت کے لئے ایصالِ ثواب

س:......کیا کسی شخص کے انتقال کے تیسرے دن ہی تیجہ کرنا یعنی قرآن خوانی کرنا ضروری ہوتا ہے یا دوسرے دن یا پھر چوتھے دن بھی کر سکتے ہیں؟ صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج:......میت کے ایصالِ ثواب کے لئے تیجہ کرنا، چالیسواں کرنا یا برسی منانا وغیرہ یہ بدعت ہے اور بدعت کا ثواب نہیں ہوتا، بلکہ گناہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ فرماتے ہیں:

"اور اس کے علاوہ جو مختلف رسمیں اور صورتیں ایصالِ ثواب کی لوگوں نے خود سے ایجاد کر رکھی ہیں، یہ سب بے بنیاد ہیں بلکہ ان کا کرنا گناہ ہے اور بدعت ہے۔ اس لئے ان سب سے اجتناب کرنا لازمی ہے، کیونکہ بجائے حصول ثواب کے الٹا کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہوجاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کے لئے شرعاً نہ کوئی خاص وقت یا دن مقرر ہے کہ اس کے علاوہ ایصال ثواب نہ ہوسکتا ہو، نہ کوئی خاص جگہ مقرر ہے، نہ کوئی خاص عبادت، نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ایصال ثواب کے لئے آدمی جمع ہوں یا کھانے کی کوئی چیز مٹھائی وغیرہ سامنے رکھی جائے یا اس پر دم کیا جائے یا کسی عالم دین یا حافظ، قاری کو ضرور بلایا جائے۔ نہ یہ ضروری ہے کہ پورا قرآن مجید ختم کیا جائے یا کوئی خاص سورت یا دعا کسی مخصوص تعداد میں پڑھی جائے۔ لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر کے یہ رسمیں اور پابندیاں بڑھالی ہیں، ورنہ شریعت نے ایصالِ ثواب کو اتنا آسان بنایا ہے کہ جو شخص جس وقت جس دن چاہے کوئی سی بھی نفلی عبادت کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے۔" (احکام میت از ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ ص:۷۵)

نمازی کے سامنے سے گزرنا

س:......کچھ لوگ ایسی جگہ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں جو گزرگاہ ہو، اگر ایسی جگہ کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوجائے تو اس کے آگے سے گزرنے والے گناہگار ہوں گے یا نہیں؟ یا پھر نمازی گناہگار ہوگا؟

ج:......فقہاء نے اس کی تین صورتیں لکھی ہیں:

۱:...اگر نمازی کے لئے کسی اور جگہ نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے جبکہ گزرنے والوں کے لئے کسی دوسری جگہ سے گزرنے کی گنجائش ہے تو ایسی صورت میں نمازی کے آگے سے گزرنے والے گناہگار ہوں گے جبکہ نمازی کے آگے کوئی سترہ وغیرہ نہ ہو، اگر نمازی کے آگے سترہ کا انتظام کردیا جائے تو سترہ کے آگے سے گزرنا درست ہوگا۔

۲:...اگر نمازی کے لئے دوسری جگہ موجود ہو مگر گزرنے والوں کے لئے اور کوئی راستہ نہ ہو تو اس صورت میں نمازی گناہگار ہوگا۔

۳:...دونوں کے لئے گنجائش ہو، نمازی کے لئے دوسری جگہ کی اور گزرنے والوں کے لئے دوسرے راستہ کی تو ایسی صورت میں دونوں گناہگار ہوں۔ بہرحال نماز پڑھنے والوں کو بھی احتیاط کرنی چاہئے اور گزرنے والوں کو بھی خیال کرلینا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
ملتان

جلد: ۴۰ ۵ تا ۱۱؍ ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍ جون ۲۰۲۱ء شمارہ: ۲۳

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

الجھی گتھیاں.... سلگتے مسائل	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلام میں عورتوں کے حقوق (۴)	۸	ثروت جمال اصمعی صاحب
نئے تعلیمی بورڈ ”مجمع العلوم الاسلامیہ“ کا قیام	۱۱	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
طالبانِ علومِ نبوت اور نسبت قرآنی	۱۳	مولانا سیّد بلال عبدالحی حسنی
مسئلہ فلسطین کے متعلق مذہبی مغالطے (۲)	۱۵	ڈاکٹر محمد مشتاق احمد، اسلام آباد
قادیانیوں کی تازہ شرارت!	۱۹	مولانا عبدالعزیز لاشاری
سیرت پاک کے چند روشن ابواب (۱۸)	۲۲	حافظ محمود راجا، سجاول
عقیدۂ ختم نبوت زندہ باد (۴)	۲۳	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

الجھتی گتھیاں ...... سلگتے مسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

یہ شمارہ ذوالحجہ کا ہے۔ عیدالفطر کے بعد ملک بھر کے دینی مدارس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ گزشتہ سال تو کورونا کے باعث مدارس کی تعلیم کا آغاز ذوالحجہ کی عید کے بعد ہوا تھا۔ اس سال کورونا کی بچت رہی۔ بروقت تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا۔ لیکن اس بار سرکاری سطح پر نصف صدی بعد اس دینی تعلیم کو تقسیم کرنے کی نئی صورت حال سے دوچار کردیا گیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ۱۹۵۹ء میں قائم ہوا تھا۔ غالباً ۱۹۸۲ء میں وفاق المدارس کو سرکاری سطح پر تسلیم کیا گیا۔ اس کی اسناد کو ایم۔اے کے برابر درجہ دیا گیا۔ اس کے ساتھ بریلوی حضرات کا وفاق تنظیم المدارس، اہل حدیث حضرات کا وفاق المدارس السلفیہ، شیعہ مکتب فکر کا وفاق المدارس الشیعہ بھی ساتھ منظور ہوئے۔ بعد میں جماعت اسلامی نے پانچواں وفاق منظور کرالیا۔

پرویزی عہد اقتدار میں مدارس پر سرکاری کنٹرول کے سائے گہرے ہونے شروع ہوئے تو ان پانچوں وفاقوں نے مل کر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کا مشترکہ پلیٹ فارم تشکیل دیا کہ مدارس کے حوالہ سے سرکاری مداخلت کے لئے متفقہ موقف اختیار کیا جائے گا۔ یہ حضرات حکومتوں سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہمارے وفاقوں کو سرکاری سطح پر امتحانی بورڈ تسلیم کیا جائے لیکن حکومتی مؤقف تھا کہ یہ پانچوں وفاق ایک ہوں۔ ہم اس ایک کو بورڈ تسلیم کرلیں گے۔ ۱۹۸۲ء سے ۲۰۲۱ء تک گویا انتالیس سال میں صرف پانچ وفاق رہے۔ اب ۲۰۲۱ء میں یکے بعد دیگرے دو ماہ کے عرصہ میں پانچ پہلے، پانچ پھر گویا دس وفاق مزید منظور کر لئے گئے۔

۲۲رمئی ۲۰۲۱ء کو دس بجے مجلس عاملہ اور ۲بجے مجلس شوریٰ وفاق المدارس کا اجلاس جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد ہوا۔ وفاق کے مرکزی سینئر نائب صدر حضرت مولانا انوارالحق صاحب حقانی نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ مہمان خصوصی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی جب کہ اجلاس کے روح رواں حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری تھے۔

اجلاس میں اراکین عاملہ کے علاوہ مزید تیرہ حضرات کو بھی خصوصی دعوت نامہ کے ذریعہ بلایا گیا تھا۔ جن میں حضرت مولانا قاری محمد یاسین فیصل آباد، مولانا فیض الرحمن اسلام آباد، مولانا اشرف علی راولپنڈی، مولانا نعمان نعیم کراچی، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور فقیر راقم بھی شامل تھے۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب نے اجلاس میں پوری تفصیلات سمیت جامع گفتگو کی اور تمام پس منظر واضح طور پر اجلاس کے شرکاء کے سامنے رکھا۔ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب مہتمم جامعۃ الرشید اور مولانا محمد طیب صاحب پنج پیری کو بھی بلایا گیا تھا مگر وہ تشریف نہ لائے۔

اب کے دو ماہ میں جو دس وفاق (بورڈ) بنے ہیں۔ آخری قسط میں پانچ بورڈوں میں سے ایک بورڈ مجمع العلوم اسلامیہ ہے۔ ایک سپاہ صحابہ کے حضرات کا اور ایک مولانا محمد طیب صاحب پنج پیری کا اور ایک اہل حدیث کے جماعۃ الدعوۃ والے حضرات کا، باقی دوسرے مسالک کے حضرات کے ہیں۔ مجمع العلوم اسلامیہ بورڈ کے سربراہ مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب اور اس کے نائب صدر حضرت مولانا نعمان نعیم جامعہ بنوریہ ہیں۔ آپ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ابتدائی کارروائی کے بعد ان کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ جناب مولانا نعمان نعیم نے تفصیل سے بتایا کہ اسناد، ویزہ، دیگر مشکلات کے باعث غیر ملکی طلباء کے لئے ہمیں ایسا کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔ اس پر قاری محمد حنیف صاحب نے بتایا کہ سند کی حیثیت جو وفاق کی ہے، نئے بورڈ کی اس سے ممتاز نہیں۔ جہاں تک غیر ملکی طلباء کے امتحان اور سند کی بات ہے تو ایک طالب علم ایسا نہیں جس کا جامعہ بنوریہ کے حضرات نے داخلے کا کہا ہو اور اسے داخلہ نہ ملا ہو یا جس نے امتحان دیا ہو اور پاس ہونے کے بعد اسے سند نہ ملی ہو۔ اس سے کہیں زیادہ یہ کہ روٹین سے ہٹ کر بالکل امتحانات کے قریب بھی انہوں نے کوئی داخلہ بھیجا تو اسے استثنائی درجہ میں رکھ کر داخلہ منظور کر لیا گیا۔ جہاں تک غیر ملکی طلباء کے ویزوں کا تعلق ہے۔ وہ صرف اس جامعہ کا نہیں، جہاں غیر ملکی طلباء داخلہ لیتے ہیں ان سب جامعات کا ہے۔ ان تمام کے لئے وفود بنائے گئے، ملاقاتیں ہوئیں، گورنمنٹ کو یاد دہانیاں کرائی گئیں۔ غرض یہ کہ جو ذرائع استعمال کر سکتے تھے کئے گئے۔ ان مسائل کو حل کیا گیا۔ اس کے باوجود اگر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا تو اس میں وفاق کا قصور نہیں۔ حکومت کی پالیسی کا دخل ہے۔ مولانا نعمان نعیم ان تمام باتوں کی تصدیق کریں گے کہ غیر ملکی طلباء کے داخلہ و امتحان و ویزہ کے لئے جو وفاق نے کوشش کی اس سے زیادہ ممکن نہ تھی۔

اس وضاحت کو پورے اجلاس نے تحسین کے ساتھ دیکھا۔ اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب سے عرض کیا گیا کہ وہ اجلاس کی رہنمائی فرمائیں۔ انہوں نے وضاحت اور صراحت کے ساتھ اعلان کیا کہ وفاق المدارس ہمارے بزرگوں کا قائم کردہ ادارہ ہے۔ اس کے بنانے والوں میں میرے والد صاحب بھی شریک تھے۔ من حیث الجماعت بلا مشروط ہم اس کے ساتھ ہیں اور رہیں گے۔ اس اعلان پر تمام اجلاس نے خیر مقدم اور تحسین کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے بھی جامع گفتگو کی، بعض تحفظات کی نشاندہی کی۔ حضرت قاری صاحب کی وضاحت کے بعد انہوں نے بشاشت قلبی سے وفاق پر اعتماد کا اظہار کیا۔ جب ان سے وضاحت طلب کی گئی کہ پھر آپ نے نیا وفاق کیوں منظور کروایا ہے؟ تو انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ حکومتی بعض حضرات نے کہا کہ آپ کا وفاق منظور کریں؟ میں نے کہا کہ کر لیں، انہوں نے کر دیا، تو ہو گیا۔ مجھے تو اس کے نام کا بھی پتہ نہیں۔ بہرحال ہم وفاق کے ساتھ ہیں۔

حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے بعد فقیر راقم کو حکم دیا گیا کہ اس صورت حال پر وفاق کی عاملہ کے سامنے اپنی گزارشات پیش کروں تو عاملہ اور شوریٰ کے اجلاس میں جو کہا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

ہمارے چار ادارے ایسے ہیں جن کے متعلق سو فیصد یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پورے مسلک کے نمائندہ اکابر کی باہمی متفقہ مشاورت اور سوچ کے بعد قائم کئے گئے۔

۱:... تبلیغی جماعت، مہینوں اور سالوں کی باہمی مشاورت کے بعد مظاہر العلوم کے علماء، مشائخ مدرسین پر مشتمل خالصتاً علماء کی پہلی جماعت اس کام کے لئے نکلی تھی۔

۲:... جمعیت علماء اسلام کی تشکیل کے وقت کراچی سے لے کر خیبر تک پورے مسلک کی نمائندگی ملتان کے اجلاس میں موجود تھی۔ حضرت

مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا پیر خورشید احمد شاہ، مولانا بادشاہ گل، مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی ایسے اکابر خطے کے منتخب چنیدہ جہاندیدہ سینکڑوں علماء کی موجودگی میں اجتماعی سوچ اور متفقہ فیصلہ سے جمعیت علماء اسلام کی تشکیل کی گئی۔

۳:... وفاق المدارس تشکیل کے وقت حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مولانا محمد علی جالندھریؒ ایسے بیسیوں اکابر نے اجتماعی متفقہ سوچ سے اس پلیٹ فارم کی تشکیل کی۔

۴:... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل نو کے وقت بھی اڑھائی تین سو کے لگ بھگ علماء مشائخ کے جو اس خطے میں اس وقت سب سے بہتر لوگ تھے، ان حضرات نے باہمی متفقہ اجتماعی سوچ کے ساتھ حضرت امیر شریعتؒ کے وصال کے بعد اس کام کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔

اب ان حالات میں ان چاروں اداروں کو بعض نادیدہ قوتوں نے مضمحل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ آپ حضرات غور کریں کہ تبلیغی جماعت کو دوحصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ایسی ہیجان کی کیفیت ہے کہ لرزتی زبان سے کچھ کہنا بھی مشکل ہورہا ہے۔ نامعلوم آگے کیا کچھ ہونے والا ہے۔

اسی طرح جمعیت علمائے اسلام کو بھی تقسیم کیا گیا۔ جس نادیدہ قوت نے تبلیغی جماعت کو ٹکڑے کیا، اسی قوت نے جمعیت علمائے اسلام کے بخرے کئے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقابلہ میں بھی نوجوانوں کے ایک گروہ کو آگے لایا گیا۔ انہوں نے جہاں ہمارا کام نہیں تھا، وہاں کام کرنے کی بجائے کام کا ڈول وہاں ڈالا جہاں پہلے کام ہورہا تھا۔ ساتھیوں کو توڑنا، جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا، ہمارے کام کی نفی کرنا، کیڑے نکالنا، غلط بیانی دھوکہ دہی کے وہ وہ نئے طریقے اپنائے گئے کہ توبہ بھلی ان کو بھی اسی نادیدہ قوت کی پذیرائی کا شرف حاصل ہے۔ تبلیغی جماعت، جمعیۃ علماء اسلام، ختم نبوت کے بعد اب چوتھے متفقہ دیوبندی مسلک کے اہم پلیٹ فارم وفاق کی باری تھی۔ بلاخوف تردید، علیٰ رؤس الاشہاد یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب کچھ اس نادیدہ قوت کی ستم ظریفی، چابک دستی، گہری چال اور خوفناک اہال کے اتارچڑھاؤ ہیں۔ وفاق المدارس مبارک باد کا مستحق ہے کہ انہوں نے آج پورے مسلک کو یہاں غوروفکر کے لئے جمع کیا ہے۔ جن قوتوں نے جن حضرات کے ذریعہ یہ کام کیا اب وہ حضرات آپ کے سمجھانے پر واپس بھی آنا چاہیں تو یہ نادیدہ قوتیں انہیں واپس نہیں آنے دیں گی۔ غور فرمائیں کہ دو وفاق ایسے نئے تشکیل دیئے کہ ان کی جماعتیں خلاف قانون ہیں اور ان کے وفاق سرکاری طور پر منظور ہیں۔ یہ سب کچھ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہے۔

جن حضرات نے تبلیغی جماعت کو نشانے پر رکھا ابھی وہ مزید اس نقشہ میں رنگ بھریں گے۔ خوفناک طوفان کا اندیشہ ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام نے سنہری فیصلہ کیا کہ جن حضرات کو نادیدہ قوتیں آگے لائیں، ان حضرات کا جمعیۃ نے ورقہ پھاڑ کر اپنی یادداشت سے ایسے علیحدہ کردیا کہ قصہ ہی تمام ہوا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی ان نوعمروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ جب ہم اپنا ہاتھ روک لیں گے تو وہ اپنی رانوں یا چھاتیوں کو پیٹیں تو ان کی مرضی، ورنہ تالی بجانے کے قابل ان کو نہیں چھوڑا۔ اب جس قوت نے وفاق المدارس کو کمزور کیا ہے، ان کے ساتھ کس طرح نمٹنا ہے، یہ فیصلہ آپ حضرات کے کرنے کا ہے۔

ان گزارشات کے بعد تمام مندوب اجلاس سے باہر چلے گئے۔ صرف عاملہ کے اراکین نے باہمی تفصیلی اور طویل مشاورت کے بعد فیصلے کئے۔ اسی روز ظہر کی نماز کے بعد جامعہ اشرفیہ کی جامع مسجد الحسن میں وفاق کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں بھی اعزازی طور پر شوریٰ کے علاوہ بعض اور ذمہ داران کو بھی شریک اجلاس کیا گیا۔

اجلاس کے اسٹیج سیکرٹری مولانا قاضی عبدالرشید تھے۔ تفصیلی خطاب اور فیصلوں کا اعلان حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے کیا۔ اجلاس کا آخری خطاب، ہدایات اور دعا شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی نے کی۔ جب کہ خطبہ صدارت اور میزبانی کے فرائض حضرت مولانا فضل الرحیم نے سرانجام دیئے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی نے فرمایا کہ: متفقہ فیصلہ یہی ہوا ہے کہ جن حضرات نے نئے بورڈ بنوائے ہیں، یا جو اس کا حصہ ہیں۔ انہوں نے اپنے عمل سے خود کو وفاق المدارس سے علیحدہ کرلیا ہے۔ اس لئے اب ان کا وفاق سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ آئندہ ان کے ساتھ جو الحاق کرے گا، وہ وفاق کا حصہ نہ ہوگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: ان علیحدہ ہونے والے حضرات کے احترام میں فرق نہ آنا چاہئے۔ کوئی اختلاف کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ بالکل آپ بھول جائیں کہ کچھ ہوا ہے۔ اپنا کام جاری رکھیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کچھ بھی نہ ہوگا۔ اگر آپ الجھیں گے تو جو قوتیں آپ کی طاقت کو کمزور کرنا چاہتی ہیں، ان کی مراد برآئے گی۔ آپ بالکل ان کو اپنا مقابل نہ سمجھیں۔

اگلے دن ۲۳ رمئی کو اسلام آباد میں وفاق المدارس کی عاملہ، جمعیت علماء اسلام کی مجلس شوریٰ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نمائندگان کا مشترکہ غیررسمی اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت اور میزبانی کے فرائض حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے انجام دیئے۔ آپ نے آنے والے مہمانوں کا خیرمقدم کیا اور حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری نے وفاق کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ فقیر راقم نے عاجزانہ چھوٹی سی تجویز دی کہ جمعیت علماء اسلام، وفاق المدارس اور ختم نبوت کو تمام مشترکہ کاموں میں ایسے طور پر باہمی تعاون کے لئے ایک دوسرے کے شانہ بشانہ ہونا چاہئے کہ جس سے دوست دشمن یہ سمجھے کہ یہ سب دینی مشترکہ مقاصد کے لئے ایک ہیں۔ الحمدللہ! تمام حضرات نے اس کی تحسین فرمائی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ پی۔ٹی۔آئی کے صوبائی رکن اسمبلی جناب نذیر چوہان نے وزیراعظم کے مشیر شہزاد اکبر پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ قادیانی ہیں۔ شہزاد اکبر نے پرچہ درج کرادیا ہے۔ چوہان صاحب گرفتاری کے لئے تھانہ گئے لیکن تھانہ والوں نے گرفتار نہ کیا۔ شہزاد اکبر صاحب فرماتے ہیں کہ میں ختم نبوت پر غیرمشروط ایمان رکھتا ہوں۔ اس تلخ نوائی میں مجلس تحفظ ختم نبوت فریق نہیں ہے لیکن جناب شہزاد اکبر صاحب سے کہے بغیر چارہ بھی نہیں کہ جس شخص پر قادیانی ہونے کا الزام عائد ہو تو مسلمان ہونے کے لئے ختم نبوت کا اقرار کافی نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے کفر کا بھی صراحۃً اعلان کرنا ضروری ہے۔ آپ اعلان کریں کہ: ''میں مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو شریعت اور آئین کے مطابق کافر سمجھتا ہوں'' تو اس سے نہ صرف الزامات کی صفائی ہوگی بلکہ ان الزامات کی جڑ تک کٹ جائے گی۔ پھر کوئی اس طرح کا آپ پر الزام لگائے گا تو امت آپ کی طرف سے صفائی کے لئے کمربستہ ہوگی۔ سیدھے راستے چلنا، مسلمان کی شان ہے۔ امید ہے کہ توجہ کی جائے گی۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہٖ آجمعین

اسلام میں عورتوں کے حقوق

(آخری قسط)

جناب ثروت جمال اصمعی صاحب

خلاصۂ کلام:

گفتگو سمیٹتے ہوئے ایک مثال کے ذریعے عورت اور مرد کی برابری کا تصور واضح کیا جاسکتا ہے۔ فرض کیجئے ایک جماعت میں دو طالب علم الف اور ب امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔ دونوں نے ۸۰ فیصد نمبر لئے ہیں، جب آپ ان کے امتحانی پرچے کا جائزہ لیتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ پرچے میں دس مختلف سوالات تھے، ہر سوال دس نمبر کا تھا، پہلے سوال میں طالب علم الف نے دس میں سے نو نمبر حاصل کئے اور طالب علم ب نے دس میں سے سات نمبر لئے۔ اس لئے پہلے سوال میں طالب علم الف طالب علم ب سے اوپر رہا۔ دوسرے سوال میں الف نے دس میں سے سات نمبر جبکہ ب نے نو نمبر حاصل کئے، اس طرح سوال نمبر دو میں طالب علم ب، الف سے اوپر رہا۔ تیسرے سوال میں دونوں برابر رہے، جب تمام دس سوالوں کے نمبر جمع کئے گئے تو پتا چلا کہ الف اور ب دونوں طالب علموں نے ۱۰۰ میں سے ۸۰ نمبر حاصل کئے ہیں، اس طرح مجموعی طور پر دونوں برابر قرار پائے، جبکہ الگ الگ دیکھا جائے تو بعض سوالوں میں الف برتر رہا اور بعض میں ب اور بعض میں دونوں برابر رہے۔

اسی طرح ایک اور مثال اس تناظر میں ملاحظہ کیجئے کہ اللہ نے مردوں کو زیادہ طاقت دی ہے۔ فرض کیجئے آپ کے گھر میں کوئی چور داخل ہوتا ہے، تو کیا عورتوں اور مردوں کو یکساں تصور کرتے ہوئے آپ نعرہ لگائیں گے کہ میں عورتوں کے حقوق پر یقین رکھتا ہوں اور پھر چور سے نمٹنے کے لئے اپنی ماں، بہن یا بیٹی کو پکاریں گے؟ ظاہر ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے بلکہ فطری طور پر چور سے خود ہی مقابلہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر ضرورت ہوئی تو آپ کے گھر کی خواتین مداخلت کرسکتی ہیں، لیکن چونکہ مرد کو خدا نے زیادہ جسمانی طاقت دی ہے، اس لئے عام حالات میں آپ خود ہی چور سے نمٹنے کی کوشش کریں گے، اس سے واضح ہے کہ مرد جسمانی طاقت کے اعتبار سے عورت سے ایک درجہ بالاتر ہے۔

آیئے اب ہم ایک اور مثال پر غور کریں جو والدین کے احترام کے حوالے سے ہے، جیسا کہ ہم نے ایک حدیث نبوی میں دیکھا کہ اسلام میں اولاد کی جانب سے ماں کو باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ حسنِ سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ یہاں عورت مرد سے ایک درجہ بلند ہے جبکہ مجموعی طور پر بحیثیت انسان مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، پس اسلام مرد اور عورت کی برابری پر یقین رکھتا ہے یکسانیت پر نہیں کیونکہ وہ خلاف حقیقت ہے۔ مرد اور عورت اپنے فطری اختلافات کے باوجود بحیثیت انسان اسلام کی نگاہ میں مجموعی طور پر برابر ہیں۔

اسلام میں عورتوں کے حقوق کے اہم نکات کا یہ ایک خلاصہ تھا، اس کے بعد یہ ایک الگ بات ہے کہ مسلمان معاشروں نے کیا کیا یا کیا کررہے ہیں، بہت سے مسلمان معاشروں میں عورتوں کو ان کے حقوق نہیں دیے گئے ہیں اور یہ معاشرے قرآن اور سنت سے انحراف کی روش پر گامزن ہیں، اس کی ذمہ داری بہت بڑی حد تک مغرب پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ مغرب کے رویئے کی وجہ سے بہت سے مسلمان معاشرے حد سے زیادہ محتاط اور اپنے تحفظ کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ حساس ہوکر ایک انتہا پر چلے گئے اور قرآن و سنت سے انحراف کے مرتکب ہوئے۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ بعض مسلمان معاشروں نے مکمل طور پر مغربی طور طریقے اپنالئے اور مغربی کلچر کے نقال اور مقلد بن گئے، لیکن اگر آپ اسلام میں عورتوں کے حقوق کا تجزیہ قرآن وسنت کی روشنی میں کریں تو آپ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ فرسودہ اور ازکار رفتہ نہیں بلکہ جدید تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

عورتوں کے حقوق اور اسلام پر اعتراضات:

مغرب میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے اسلام پر بعض لگے بندھے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان میں مرد کے لئے چار شادیوں کی

اجازت، وراثت میں عورت کے حصے کا مرد کے حصے سے آدھا ہونا یا مالی معاملات میں اگر گواہی کے لئے ایک مرد دستیاب نہ ہو تو دو عورتوں کو گواہ بنانے کی ہدایت، نماز میں عورت کی امامت اور اسلام میں عورت کے سربراہ مملکت ہونے کی گنجائش وغیرہ جیسے معاملات شامل ہیں۔ تاہم ان تمام سوالوں کے تسلی بخش جوابات دیئے جاچکے ہیں، ان موضوعات پر متعدد تصانیف موجود ہیں اور مغرب میں اسلام قبول کرنے والی خواتین ان تمام حوالوں سے مطمئن ہونے کے بعد ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوتی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر یہاں ان مباحث کو چھیڑنا ممکن نہیں۔

مغربی عورتوں میں اسلام کی مقبولیت کا اصل سبب:

اب تک جو کچھ پیش کیا گیا اس کی روشنی میں یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مغربی عورتوں میں اسلام سے دلچسپی کا اصل سبب یہ ہے کہ مغرب کے برعکس اسلام انہیں مردوں کے مساوی حقوق، ان سے مرد بننے کا مطالبہ کئے بغیر عطا کرتا ہے۔ اسلام انہیں تمام حقوق عورت رہتے ہوئے ہی دیتا ہے اور اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ عورت ہونے کا مطلب مرد سے کمتر ہونا نہیں ہے۔ اللہ کی نگاہ میں اصل قدر و قیمت ایمان اور اچھے اعمال و کردار کی ہے، مرد ہو یا عورت، اس کسوٹی پر جو بھی پورا اترے گا اور اپنی ذمہ داریاں درست طور پر ادا کرے گا، اللہ کی رضا و خوشنودی، دنیا اور آخرت کی بھلائیاں اور انعامات اس کے لئے ہیں۔

اسلام پوری انسانیت کا دین:

دنیا میں مسلمانوں کے صدیوں سے پستی اور زبوں حالی کی کیفیت میں ہونے کے باوجود دنیا کی انتہائی ترقی یافتہ اقوام میں اسلام کی یہ مقبولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور ہر انسان کے لئے اس میں فطری طور پر کشش موجود ہے، اسی لئے درحقیقت اسلام ہی پوری انسانیت کا دین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلی آسمانی کتابوں میں تمام تحریفات اور تبدیلیوں کے باوجود آج بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے آخری رسول اور پوری انسانیت کے تاقیامت راہنما کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لانے کی واضح پیشین گوئیاں موجود ہیں، حتی کہ ہندومت کی قدیم کتابوں میں بھی کلکی اوتار کے نام سے جس آخری رسول کی آمد کی خبر دی گئی ہے، اس کی بیشتر نشانیاں مکمل طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق ہوتی ہیں۔

بائبل اور انجیل میں اس حوالے سے جو بشارتیں اب بھی موجود ہیں، ان کے بارے میں بہت مواد دستیاب ہے۔ جبکہ ہندومت کی قدیم کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو پیشین گوئیاں کی گئی ہیں، ان میں آپ کے والدین کے عربی ناموں کا سنسکرت کے ہم معنی الفاظ میں ذکر، مقام پیدائش یعنی مکہ مکرمہ کے لئے مقام امن کے ہم معنی لفظ کا استعمال اور آپ کے اعلیٰ اخلاقی اوصاف اور آپ کے ہاتھوں شیطانی طاقتوں کی کامل شکست کا بڑا واضح بیان موجود ہے۔ اس موضوع پر الہ آباد کی پایاگ یونیورسٹی اور پھر پنجاب کی چندی گڑھ یونیورسٹی سے وابستہ رہنے والے سنسکرت کے عالم اور محقق پنڈت ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے کی کتاب ''کلکی اوتار اور محمد صاحب'' خاص طور پر قابل مطالعہ ہے۔ اس میں دی گئی معلومات کے درست ہونے کی تصدیق ہندو مذہب کے متعدد دوسرے علماء کرام نے بھی کی ہے، جن کی آراء کتاب میں شامل ہیں۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۷۰ء میں ہندی زبان میں شائع ہوئی تھی اور اب اس کے اردو تراجم انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں۔

اسلام: غیر مسلم دنیا کے غور و فکر کا حق دار:

اب تک پیش کی گئی معلومات اہلِ مغرب اور پوری غیر مسلم دنیا سے اسلام کی تعلیمات پر تمام تعصبات سے بالاتر ہوکر غیر جانبدارانہ غور و فکر کا تقاضا کرتی ہیں۔ ترقی یافتہ مغربی دنیا کے لوگ خصوصاً خواتین، مسلم دنیا کی تمام تر زبوں حالی کے باوجود اگر اس اعلان کے ساتھ اسلام کو اپنا رہے ہیں کہ یہ زیادہ عادلانہ نظام ہے اور اس میں مرد و زن دونوں کے حقوق اور فرائض کی تقسیم اتنی متوازن ہے کہ ایک حقیقی اسلامی معاشرے میں وہ سماجی اور نفسیاتی مسائل جنم نہیں لے سکتے، جنہوں نے تمام مغربی معاشروں کو ابتری کا شکار بنا رکھا ہے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری رسول اور عالم انسانی کے راہبر ہونے کی گواہی ان کی اپنی مقدس کتابیں بھی دے رہی ہیں تو انہیں سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر رائے قائم کرنے کے بجائے اسلام کے بارے میں براہِ راست جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

انسانی اتحاد کی حقیقی بنیاد اسلام ہی فراہم کرتا ہے:

مغرب اور پوری غیر مسلم دنیا کے اہل فکر و نظر کو اس نکتے پر خاص طور سے غور کرنا چاہئے کہ تمام انسانوں کو ایک خدا کا بندہ اور ایک ماں باپ کی اولاد قرار دینے، کالے اور گورے، عربی و عجمی

سب کو بحیثیت انسان یکساں محترم ٹھہرانے اور انسانوں کے درمیان فضیلت کا معیار صرف کردار کی خوبی کو قرار دینے والا اسلام ہی تمام انسانیت کے اتحاد کی حقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں قوم، نسل، رنگ، وطن، علاقہ، زبان اور محنت و سرمایہ وغیرہ کی بنیادیں انسانوں کو خود غرض، حریص، سفاک، ظالم اور متحارب گروہوں میں تقسیم کرنے کے سوا کوئی نتیجہ فراہم نہیں کرسکتیں۔ انسانی دنیا اپنے تجربے سے یہ بات جان چکی ہے۔ اس لئے اگر دنیا میں حقیقی امن مطلوب ہے جو کسی رکاوٹ کے بغیر پورے عالم انسانی کی مسلسل اور ہموار ترقی کا ضامن ہو تو وہ صرف اسلام ہے۔

اسلام پر مسلمانوں کی اجارہ داری نہیں:

اسلام پر مسلمانوں کی اجارہ داری نہیں، یہ پوری انسانیت کا ورثہ ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنا بھی چنداں دشوار نہیں۔ قرآن اور احادیث نبوی اس کا مستند ترین ذریعہ ہیں۔ قرآن کریم ایک حرف کی تبدیلی کے بغیر تقریباً پندرہ سو سال سے اپنے نزول کی زبان میں مکمل طور پر محفوظ ہے۔ اس کے مستند تراجم اور تفاسیر دنیا کی بیشتر زبانوں میں بآسانی دستیاب ہیں۔ دنیا کا ہر پڑھا لکھا شخص ان ماخذوں کے ذریعے اسلام کے بارے میں براہِ راست جان سکتا ہے۔ اس کے بعد اسے حق حاصل ہے کہ ان باتوں کو قبول کرے یا مسترد کردے۔ پوری دنیا میں اسلام کی حکومت قائم ہوجائے تب بھی کسی شخص کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ قرآن کریم نے اس کی قطعی ممانعت کردی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا۔“(مزمل:۱۹)

ترجمہ:”یہ قرآن کریم تو ایک نصیحت ہے، سو جو چاہے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرلے۔“

”لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ“ (البقرہ:۲۵۶)

ترجمہ:”دین میں کوئی زور زبردستی نہیں، صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے، اس لئے اب جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔“

موجودہ حالات اور امت مسلمہ:

اب تک ہم نے اس مطالعہ میں دیکھا ہے کہ مسلمانوں کی تمام تر زبوں حالی کے باوجود ایک طرف ترقی یافتہ اقوام میں اسلام کی مقبولیت، دین فطرت کے اپنے اوصاف اور کشش کی بنیاد پر مسلسل بڑھ رہی ہے اور دوسری جانب اللہ کے اس پیغام کو تمام دنیا کے انسانوں تک پہنچانے کے لئے مبعوث کئے جانے والے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہستی ہیں جن کے بارے میں قدیم مذاہب کے ماننے والوں کو خود ان کی مذہبی کتابوں میں کھلی خوشخبریاں دی جاچکی ہیں، جن کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، پوری انسانیت کے لئے فرمانروائے کائنات کے مقرر کردہ رہنما کی حیثیت سے ان کے لئے ہرگز اجنبی نہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ یہ حالات خصوصاً ترقی یافتہ مغربی ملکوں کی خواتین میں اسلام کی روز افزوں مقبولیت دنیا کے مسلمانوں کو کیا مواقع مہیا کررہی ہے اور اس صورت حال میں ایک مسلمان کی حیثیت سے ان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟....

☆☆.................☆☆

اظہارِ تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص کارکن سانگلہ شہر کے رہائشی حاجی غلام عباس 27فروری 2021ء تین بجے علی الصبح انتقال کرگئے۔ 1972ء کو چاہ شاہ والا سانگلہ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نیک سیرت انسان تھے، علماء کرام، مساجد و مدارس اور دیندار لوگوں سے عقیدت رکھتے تھے، مشن ختم نبوت سے خاص لگاؤ تھا، قادیانیت کی نفرت رگ رگ میں تھی۔ جس کا اظہار اس طرح کیا کہ آپ کا سانگلہ شہر صدیق اکبر چوک، المعروف بکھی چوک پر سپر چسکا ہوٹل تھا جس کے کاؤنٹر پر پینا فلیکس آویزاں کیا، جس پر یہ عبارت تحریر کروائی:”قادیانی پہلے اسلام میں داخل ہوں، پھر دکان میں۔“

27فروری کو 11 بجے مفتی محمد سجاد کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، مولانا محمد ساجد ضلعی مبلغ ختم نبوت نے ورثاء سے اظہار تعزیت کی، اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔

نئے تعلیمی بورڈ

''مجمع العلوم الاسلامیہ'' کا قیام

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

جامعۃ الرشید کراچی اور جامعہ بنوریہ کراچی نے مل کر ''مجمع العلوم الاسلامیہ'' کے نام سے دینی مدارس کے نئے تعلیمی کے قیام کا اعلان کر کے ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور وفاقی وزارت تعلیم کی طرف سے نئے بورڈ کو تسلیم کرنے کی خبریں بھی اخبارات میں آ رہی ہیں۔ نئے بورڈ کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ دینی وعصری تعلیم کے امتزاج پر مبنی مشترکہ تعلیمی نظام ونصاب کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جا رہی ہے اور اس ضرورت کے مختلف فورموں پر اظہار کے ساتھ ساتھ بہت سے ادارے اس عنوان سے کام بھی کر رہے ہیں جن کو منظم کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لئے یہ نیا وفاق کردار ادا کرے گا۔ اس حوالہ سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کا باضابطہ ردعمل سامنے آنے تک کوئی حتمی بات کہنا سردست مشکل ہے مگر موجودہ صورتحال پر سرسری اور ابتدائی تبصرہ کے طور پر چند گزارشات پیش کی جا رہی ہیں۔

دینی علوم کی جداگانہ تعلیم کی معاشرتی ضرورت واہمیت کے بارے میں استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالواحدؒ آف گوجرانوالہ کی روایت سے یہ واقعہ اس سے قبل ہم مختلف مضامین میں ذکر کر چکے ہیں کہ ایک موقع پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا حافظ محمد احمد کو، جو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے فرزند اور حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ کے والد گرامی تھے، حیدر آباد دکن کی ریاست کی طرف سے پیشکش ہوئی کہ اگر دارالعلوم دیوبند کے نصاب میں چند جدید علوم وفنون کو شامل کر لیا جائے تو ریاست حیدر آباد دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کو ملازمتیں فراہم کرنے اور دارالعلوم کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہ پیشکش دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے سرپرست حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو بتائی گئی تو انہوں نے یہ کہہ کر مسترد فرما دی کہ ہم نے مدرسہ ریاست حیدر آباد کو چلانے کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کی مسجدیں اور دینی تعلیم کے مراکز آباد رکھنے کے لئے بنایا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ مسلم معاشرہ کو مسجد کی آبادی کے لئے امام، خطیب، مؤذن، دینی تعلیم جاری رکھنے کے لئے مدرس، حافظ، قاری اور عام مسلم معاشرہ کی دینی راہنمائی کے لئے مفتی اور داعی کی ضرورت ہے جو کہیں اور سے میسر نہیں آ رہے، اس لئے ہم نے معاشرہ کو دینی ضرورت کے یہ افراد مہیا کرنے کے لئے مدرسہ بنایا ہے، اگر ہمارے فضلاء بھی عصری تعلیم سے بہرہ ور ہو کر دوسرے شعبوں میں کھپ گئے تو ہمارا یہ خلا بدستور باقی رہے گا اور لوگوں کی دینی ضروریات تشنہ رہیں گی۔

یہ اس وقت کی بہترین حکمت عملی تھی جس کی وجہ سے مسجد ومکتب اور مدرسہ وافتاء کا ماحول اب تک قائم ہے ورنہ اس کا تسلسل عالم اسباب میں ممکن ہی نہیں تھا۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ معاشرتی ضرورت اب بھی اسی درجہ میں موجود وقائم ہے کہ امام، خطیب، مؤذن، حافظ، قاری، مفتی، خطیب، داعی اور متکلم بدستور ہماری معاشرتی ضرورت تو ہیں مگر مدارس کے علاوہ کہیں اور سے میسر نہیں ہیں اور نہ ہی ریاستی نظام ان کی فراہمی کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ جبکہ یہ معروضی حقیقت ہے کہ عصری علوم وفنون سے بہرہ ور علماء وفقہاء کی اکثریت ان ذمہ داریوں میں سے کسی شعبہ میں زندگی کھپانے کی بجائے دوسرے قومی شعبوں میں چلی جاتی ہے، اس لئے یہ ضروری ہے کہ جب تک یہ رجال کار کسی اور ادارے کی طرف سے معاشرے کو میسر نہیں آتے، دینی مدارس کے موجودہ نظام ونصاب کو اسی حالت میں قائم رہنے دیا جائے بلکہ اسے سپورٹ کیا جائے تاکہ یہ مدارس معاشرے کو اس کی دینی ضروریات کے لئے مذکورہ افراد کی کھیپ مہیا کرتے رہیں۔

دوسری طرف دینی وعصری علوم میں تفریق کے نقصانات ومضرات بھی سامنے ہیں جن کی

سنگینی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس حوالہ سے دینی وعصری تعلیم کو یکجا کرنے کے لئے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے لے کر اب تک اکابر علماء کرام کی فکر اور مساعی کی ایک مسلسل تاریخ ہے جو یقیناً اس معاملہ میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

ہم خود نصف صدی سے اسی رخ پر اپنی بساط کی حد تک محنت کرتے آ رہے ہیں اور اس سلسلہ میں دو اہم ترین قومی ضرورتیں ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہتی ہیں۔

دینی مدارس کے طلبہ، فضلاء اور اساتذہ کو عصری علوم وفنون سے اس حد تک ضرور آشنا ہونا چاہئے کہ وہ دینی خدمات موجودہ عالمی اور قومی ماحول بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقات وافراد کے دائروں میں صحیح طور پر اعتماد اور ثقاہت کے ساتھ سرانجام دے سکیں، اس لئے علماء کرام اور دینی کارکنوں کا موجودہ عالمی وقومی ماحول سے واقف ہونا ازحد ضروری ہے۔

دینی مدارس کے فضلاء کو عصری علوم وفنون سے بہرہ ور ہو کر قومی زندگی کے دیگر شعبوں میں جا کر اصلاح احوال کے لئے کردار ادا کرنا چاہیے، کیونکہ قومی زندگی کے بیشتر شعبوں اور اداروں میں اس وقت کام کرنے والے افسران اور ملازمین ضروری دینی تعلیم اور معلومات سے بہرہ ور نہیں ہیں بلکہ دستور پاکستان کے مطابق پاکستان کو ایک نظریاتی اسلامی ریاست بنانے اور صحیح اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں معاون بننے کی بجائے ایک بڑی رکاوٹ کی حیثیت اختیار کیے ہوئے ہیں، جبکہ مروجہ ریاستی نظام تعلیم قومی زندگی کے مختلف شعبوں کے لئے رجال کار کی تیاری اور تربیت میں دینی تعلیم کو جگہ دینے کے لئے کسی صورت تیار دکھائی نہیں دیتا۔

ان دونوں قومی اور معاشرتی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے بھی گوجرانوالہ میں شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا تھا جس میں امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ کی عملی سرپرستی ہمیں حاصل رہی ہے۔ یہ ادارہ اب جامعۃ الرشید کراچی کے تحت ''جامعہ شاہ ولی اللہ'' کے نام سے مصروف عمل ہے اور ہم بھی اس کی مشاورت کا حصہ ہیں۔ اس حوالہ سے ایک اہم واقعہ ایک بار پھر ریکارڈ پر لانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس تعلیمی ادارے کا نام پہلے ''نصرۃ العلوم اسلامی یونیورسٹی'' رکھا گیا تھا اور اس کا ابتدائی تعارفی لٹریچر اسی نام سے ریکارڈ پر موجود ہے، مگر حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ نے، جو خود جامعہ نصرۃ العلوم کے بانی اور مہتمم تھے، اس سے اتفاق نہیں کیا اور فرمایا کہ نئے تجربے کے لئے پرانے نظام کو ڈسٹرب نہ کرو، جامعہ نصرۃ العلوم کو اسی طرح کام کرنے دو اور نیا ادارہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نام سے بناؤ۔ چنانچہ انہی کے ارشاد پر ہم نے نام بدل دیا اور الگ نصاب و نظام ترتیب دے کر کام شروع کیا، اور دونوں بزرگ اس کام کی مسلسل سرپرستی کرتے رہے بلکہ وہ ''شاہ ولی اللہ ٹرسٹ'' کے باقاعدہ ٹرسٹی بھی تھے۔

ہمارے خیال میں وہی صورتحال جو اب سے ربع صدی قبل گوجرانوالہ میں پیش آئی تھی اب قومی سطح پر درپیش ہے، ایک طرف سوسائٹی کی دینی ضروریات کو کسی خلا سے بچانے کے لئے دینی مدارس کے موجودہ نظام کا اسی حالت میں تحفظ و تسلسل دینی وقومی ضرورت ہے اور دوسری طرف دینی وعصری تعلیم کو یکجا کرنے اور قومی زندگی کے دیگر شعبوں کی دینی ضروریات کو پورا کرنے کی اہمیت بھی اس سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا نظام ونصاب اور اس کی جدوجہد کا تسلسل بھی ناگزیر ہے اور مجمع العلوم الاسلامیہ کے اہداف اور پروگرام بھی اسی طرح کی قومی اور دینی ضرورت کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس لئے ہماری دونوں وفاقوں کی قیادتوں سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اسے باہمی تقابل اور محاذ آرائی کے ماحول سے ہر قیمت پر بچایا جائے اور تقسیم کار کے دائرے میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے احترام کے ساتھ باہمی مشاورت کا مسلسل اہتمام کیا جائے تاکہ دونوں قومی و دینی ضروریات صحیح طور پر پوری کرنے کی کوئی عملی صورت نکالی جا سکے۔

اسی طرح یہ بھی اس نئے تجربے کا ناگزیر تقاضہ ہے کہ وہ سرکاری مداخلت اور سرپرستی کے تاثر سے پاک ہو، اس لئے کہ سرکاری مداخلت کا ناکام تجربہ ہم اس سے قبل جامعہ عباسیہ بہاولپور اور جامعہ عثمانیہ اوکاڑہ جیسے بیسیوں مدارس میں کر چکے ہیں، اور ماڈل دینی مدارس کے نظام کی ناکامی اس کی تازہ ترین شہادت ہے، اس لئے اس دائرے سے بچ کر ہی اس تعلیمی تجربہ کو دینی حلقوں کا اعتماد حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح رخ پر جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۱۳ مئی ۲۰۲۱ء)

طالبانِ علومِ نبوت اور نسبتِ قرآنی

مولانا سیّد بلال عبدالحیٔ حسنی ندوی

مدرسہ کی زندگی میں خاص طور سے یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم قرآن مجید سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے والے بن سکیں، یہ جبھی ممکن ہے جب اپنی زندگی کو بہتر بنایا جائے، ہمارے اندر یہ شوق پیدا ہو کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، اللہ کا کلام ہے، اللہ نے ہمیں اس قابل کیا کہ ہم اس کو دیکھ سکتے ہیں، اس کو پڑھ سکتے ہیں، اس کے نتیجہ میں جس طالب علم کا رابطہ قرآن مجید سے جتنا مضبوط ہوگا وہ اس سے اسی قدر فائدہ اٹھائے گا، اگر کسی کا رابطہ بہت مضبوط ہوا تو اس سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے گا، لیکن یہ جب ہوگا، جب طالب علم پڑھنے کے زمانہ ہی سے یہ نیت اور ارادہ کرلے کہ وہ اس سے خود فائدہ اٹھائے گا اور امت کو بھی فائدہ پہنچائے گا۔

احادیث کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک نیتوں اور ارادوں پر نوازتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ایک قدم بڑھ کر آؤ ہم دو قدم آئیں گے، تم چل کر آؤ گے ہم دوڑ کر آئیں گے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ہم قرآن مجید سے ربط پیدا کرنے کی کوشش اور پختہ ارادہ کریں، اگر ہم نے یہ نیت کرلی تو اس کے بعد اللہ کی طرف سے مزید راستے کھلتے جائیں گے، اگر دیکھا جائے تو حقیقت میں ان مدارس کا مقصد ہی یہ ہے کہ قرآن مجید سے ہمارا حقیقی تعلق قائم ہوجائے، آج کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں، بڑی بڑی دانش گاہوں میں اور بعض قرآنی حلقوں میں بھی عربی زبان جاننے کی بنیاد پر قرآن مجید سے متعلق محنتیں ہوتی ہیں، وہ لوگ قرآن مجید کو اپنے طور پر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس طرح قرآن مجید نہیں سمجھا جاسکتا، کیونکہ ایسے لوگوں کو قرآن مجید سے حقیقی تعلق نہیں ہوتا، قرآن مجید کی فہم کے لئے جن صفات کی ضرورت ہوتی ہے، وہ صفات ان لوگوں کے اندر نہیں ہوتیں، یہود و نصاریٰ بھی قرآن مجید عربی زبان سیکھنے کے لئے پڑھتے ہیں، اس لئے اصل فائدہ ان کو حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ وہ ان صفات کو پیدا ہی کرنا نہیں چاہتے جو صفات فہم قرآن کے لئے ضروری ہیں، قرآن مجید کی طاقت اور اس کے کرنٹ کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں، اس لئے اس طرف خاص طور پر توجہ کی ضرورت ہے، دینی ادارہ سے وابستہ ہر طالب علم کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اس کے اندر وہ صفات پیدا ہوجائیں، جن کے نتیجہ میں قرآن مجید سے حقیقی تعلق قائم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جن طلبا کو مدارس میں رہنے کا، یہاں کے ماحول سے فائدہ اٹھانے کا زریں موقع عطا فرمایا ہے، ان کے لئے یہ بات قابل توجہ ہے کہ وہ مدرسہ میں آنے کے مقصد کو سمجھیں، تعلیم کو تربیت کا جزو سمجھیں، اساتذہ سے فائدہ اٹھائیں، مدارس کے نظام کے تحت اپنی روز مرہ کی زندگی گزارنے کی عادت ڈالیں، اگر کبھی اپنے دل کے خلاف بھی کرنا پڑے تو ذرا بھی تامل نہ ہو، دل کی یہ خواہش ہو کہ ہم بازار گھوم آئیں، میلوں میں چلے جائیں، مارکیٹ میں گھومیں پھریں، ملٹی میڈیا یا موبائل سے کچھ وقت گزاری کریں تو فوراً اپنے مقصد کو ذہن میں تازہ کریں کہ اگر ہم نے ان خواہشات کی تعمیل کی تو پھر مدرسہ کی زندگی میں قرآن مجید کی جو نسبت ہم حاصل کرسکتے ہیں وہ نہیں ہوسکے گی۔

قرآن مجید میں نسبت قرآنی کو حاصل کرنے کا نسخہ بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ تقویٰ کا مزاج بنانا ہے۔ اللہ کا ڈر پیدا کرنا ہے، تقویٰ کی زندگی بنانی ہے اور یہ کوشش کرنی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ ایمانی صفات سے متصف ہو جائیں، ایمانی صفات میں سب سے اہم چیز نماز ہے، لہٰذا نمازوں کا اہتمام ہو، صرف نماز پڑھنا نہ ہو، بلکہ جیسی نماز مطلوب ہے، ویسی نماز کا اہتمام ہو، یہ نمازیں وہ ہیں کہ اگر واقعتاً آدمی ان کا اہتمام کرلے تو زندگی سنور جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

’’إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ

وَالْمُنْكَرِ۔" (العنکبوت:۴۵)

ترجمہ: "بلاشبہ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے، لیکن آج ہم نماز پڑھتے ہیں، مگر ہماری نماز بے حیائی اور بُرائی سے نہیں روکتی ہے، اس کا سبب یہی ہے کہ ہماری نماز حقیقت میں وہ نماز نہیں ہے، جس کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے، قرآن مجید نے "الصلوٰۃ" کا لفظ استعمال کیا ہے، اس کا مطلب ہے وہ نماز جو نماز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور جس کے بارے میں آپ نے فرمایا: "صلوا کما رأیتمونی اصلی" (جس طرح میں نماز پڑھتا ہوں، اسی طرح نماز پڑھنے کی کوشش کرو) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک ظاہری و باطنی طور پر وہ کیفیت اختیار کرنے کی کوشش کرے، جو کیفیت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر تھی، ظاہر ہے آدمی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرے گا تو ترقی کرے گا، مزید اس کا حصہ اس کو عطا ہوگا، اگرچہ یہ بہت مشکل بات ہے کہ آدمی پوری کیفیت حاصل کرلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے بہت بلند ہے، لیکن اللہ نے آپ کو دنیا میں اسی لئے بھیجا ہے کہ آپ کے ہر طرز عمل اور آپ کی ہر کیفیت کو امت کے افراد نقل کریں، اس کی اتباع کی کوشش کریں، ہمیں اسی کا مکلّف بنایا گیا ہے، فرمایا گیا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: "یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ ہی کو اختیار کرنا ہے، کیونکہ آپ ہی کی ذات میں ہمارے لئے بہترین نمونہ موجود ہے، لہٰذا نمازوں میں خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، وضو کا بھی اہتمام ہو، اس لئے کہ جب وضو کا اہتمام ہوگا تو نمازوں کے اندر بھی اہتمام پیدا ہوگا اور اگر نل کھولا اور پانی بہتا رہا، باتیں کرتے رہے اور وضو بھی کرتے رہے تو یقینی بات ہے اس وضو کا ہمارے اوپر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اس لئے استحضار کے ساتھ وضو کیا جائے، اس کے بعد استحضار کے ساتھ نماز پڑھی جائے، تب وہ نماز حقیقت میں ہمیں بُرائیوں اور بے حیائیوں سے روکنے والی ہوگی اور اسی کے نتیجہ میں ہمیں قرآن سے نسبت حاصل ہوگی۔

مدرسہ کی زندگی میں قرآنی نسبت کے حصول کا یہ بھی موثر ذریعہ ہے کہ طالب علم اہل اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندویؒ فرماتے تھے کہ: "اللہ کی کتاب کا فہم پیدا کرنا ہے تو ایسے لوگوں سے استفادہ کرنا ضروری ہے جن کو اللہ سے نسبت حاصل ہو۔" اس میں بڑا سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمیں عربی آ گئی تو قرآن مجید بھی آ جائے گا، ایسا نہیں ہے کہ عربی آ جائے تو قرآن بھی آ جائے، یقیناً یہ ایک ذریعہ ہے آپ جتنی عربی زبان میں مہارت پیدا کریں گے اتنا ہی زیادہ قرآن مجید کی گہرائی میں جاسکتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ اس کے لئے اپنے کو اس قابل بنانا پڑے گا کہ جاننے کے بعد آپ کچھ لے سکیں، آپ کے اندر لینے کی بھی صلاحیت پیدا ہو، صرف جاننا کافی نہیں ہے، آپ چلے تو گئے لیکن آپ کے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے کہ آپ وہ موتی چن سکیں، وہاں کی حقیقتوں کو اپنے دل و دماغ میں منتقل کرسکیں، ان موتیوں سے اپنے دامن کو بھر سکیں، اگر یہ صلاحیت نہیں ہے تو آپ اندر گھستے چلے جائیے، حاصل کچھ نہیں ہوگا، لہٰذا عربی زبان اس لئے سیکھیں تاکہ آپ کے اندر صلاحیت پیدا ہو اور قرآنی کرنٹ بھی آ جائے قرآن مجید کی نسبت حاصل ہوجائے تاکہ قرآن مجید سے استفادہ کرنے کا اور اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کا آپ کے اندر جذبہ پیدا ہو اور اس کی صلاحیت بھی پیدا ہو، یہ قرآنی نسبت ہے، اگر ہم نے اس کو حاصل کیا تو بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں اس کا بہت اجر ہے اور اس سے ہماری زندگی سنور جائے گی، ہمیں اس کی روشنی حاصل ہوجائے گی، ہمیں اس کا کرنٹ مل جائے گا، ہماری ساری صلاحیتیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں وہ ہمارے بھی کام آئیں گی اور اس امت کے بھی کام آئیں گی اور یہی ہمارے مدرسہ میں آنے کا مقصد ہے۔

اس لئے تعلیمی سال کے آغاز کے موقع پر اپنے مقصد کو تازہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے مدرسہ میں آنے کا مقصد نسبت قرآنی کا حاصل کرنا ہے اور نسبت قرآنی ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے سے ہوگی، جن صفات کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صفات کو اپنی مبارک زندگی میں اختیار فرمایا ہے، ان کے بغیر ہمیں یہ عظیم نسبت حاصل نہیں ہوسکتی۔

☆☆..........☆☆

مسئلہ فلسطین کے متعلق مذہبی مغالطے

(۲)

ڈاکٹر محمد مشتاق احمد، اسلام آباد

چوتھا مغالطہ:

”یہ سرزمین تو اللہ نے بنی اسرائیل کیلئے لکھ دی ہے!“

حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ مغالطہ بعض نامی گرامی اہلِ علم کی جانب سے بھی پیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض نے تو اس طرح کی نصوص سے استدلال کیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں آباد ہونے کا حکم دیا تھا؛ بعض نے اس سے آگے بڑھ کر بنی اسرائیل کے لئے ”حق تولیت“ کا مقدمہ قائم کیا، اور بعض نے اپنی شکست خوردہ ذہنیت سے مجبور ہوکر یہ کہنا شروع کیا کہ صدیوں بعد یہود کا اس سرزمین پر غاصبانہ تسلط ایک خدائی فیصلہ ہے جس کی مخالفت مسلمانوں کو نہیں کرنی چاہیے۔ اس آخری بات پر ہم الگ گفتگو کریں گے، ان شاء اللہ! یہاں ہم پہلی دو باتوں کو اکٹھے لینا چاہیں گے۔

سب سے پہلے اس آیت کی طرف آیئے جس سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ اس سرزمین کی ”الاٹمنٹ“ یہود کے لئے کردی گئی ہے:

”یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔“(المائدہ:21)

ترجمہ: ”(اے میری قوم اس مقدس سرزمین کو فتح کرلو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لکھ دی ہے)۔“

یہاں پہلی بات یہ نوٹ کرنے کی ہے کہ ”اس مقدس سرزمین میں داخل ہوجاؤ“ سے مراد بطورِ فاتح داخلہ ہے، یعنی جنگ لڑکر، جان ومال کی قربانی دے کر، جہاد کرکے، اس سرزمین کو حاصل کرلو۔ قرآن کریم میں ”فاتحانہ داخلے“ کی یہ ترکیب کئی مقامات پر استعمال ہوئی ہے۔ (پیچھے ہم نے ”لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ“(الاسراء:۷) کا حوالہ بھی دیا تھا) چنانچہ یہاں موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو جہاد پر آمادہ کررہے ہیں اور انہیں یہ بتارہے ہیں کہ اگر وہ بزدلی نہ دکھائیں اور ثابت قدم رہیں، تو کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ اللہ نے ان کے لئے یہ زمین لکھ دی ہے، سے مراد یہی تھی۔

بنی اسرائیل اس مفہوم سے اچھی طرح واقف تھے۔ اسی لئے تو انہوں نے کہا کہ وہاں بڑی زورآور قوم (قوماً جبارین) موجود ہے جن سے لڑنے کی سکت ہم میں نہیں ہے، اس لئے چاہئے کہ تم اور تمہارا رب ہماری جنگ لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے ”فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۔“(المائدہ:۲۴) گویا وہ چاہتے تھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ لاٹھی سمندر میں ماریں اور اس میں سے بنی اسرائیل کے لئے راستہ نکل آیا اور پھر فرعون لاؤلشکر سمیت اس میں غرق ہوا، تو ایسا ہی کچھ یہاں بھی ہوجائے کہ کسی خدائی عذاب کے ذریعے وہ زورآور قوم تباہ ہوجائے اور یہ زمین چھوڑ دے، تو بنی اسرائیل اس میں داخل ہوجائیں! اس بزدلی اور بے غیرتی پر انہیں یہ سزا ملی کہ چالیس سال تک وہ اس زمین کی فتح سے محروم کردیے گئے۔ ”فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً “(المائدہ:۲۶)

دوسری بات یہ قابلِ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کو کوئی سرزمین اس مقصد کے لئے نہیں ”الاٹ“ کرتا کہ وہ بس اس پر مالکانہ حقوق اور تصرفات کرتے رہیں، بلکہ ہمیشہ مقصود یہ رہا ہے کہ وہ اس سرزمین پر اللہ کا حکم قائم کرلیں اور جب وہ ایسا کرنے میں ناکام ہوجائیں تو ان کی ”الاٹمنٹ“ کینسل کردی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر میں ہی بنی اسرائیل کو بتادیا تھا:

”عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۔“(الاعراف:129)

ترجمہ: ”امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا اور تمہیں زمین میں اقتدار عطا کرے گا تاکہ دیکھے کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔“

یہی کچھ ان آیات کے متعلق بھی صحیح ہے جن میں کہا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو اس سرزمین کی وراثت دے دی گئی تھی۔ ان آیات میں وراثت سے مراد یہ نہیں تھی کہ تا قیامت یہ زمین ان کی ہوگئی۔ یہ تو یہود کا مسخ شدہ نظریہ ہے جسے آپ قرآن کی طرف منسوب کرنا چاہتے ہیں! قرآن کی رو سے وراثتِ ارضی کا تعلق اخلاق کردار سے ہے اور اس نے صراحت کی ہے کہ یہی بات بنی اسرائیل کو زبور میں بھی لکھ کر بتادی گئی تھی:

"وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔" (الانبیاء:105)

انجیلوں کی روایت کے مطابق یہی بات حضرت مسیح علیہ السلام نے مختلف پیرایوں میں یہود سے کہی تھی کہ اگر وہ باغ کا پھل وقت پر نہیں دیں گے تو باغ کا مالک ان کا ٹھیکہ منسوخ کر کے یہ ٹھیکہ کسی اور قوم کو دے دے گا جو اس کا پھل وقت پر دیں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ المائدہ کی آیت 21 میں "اللہ نے تمہارے لئے یہ زمین لکھ دی ہے" کے ساتھ ہی فرمایا گیا تھا کہ اگر تم الٹے پاؤں پھر گئے تو اپنا نقصان کرو گے: "وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ۔" (المائدہ:۲۱)

چوتھی بات یہ ہے کہ اس آیت میں ہرگز یہ نہیں کہا گیا ہے کہ یہ زمین بنی اسرائیل کے لئے تا قیامت لکھ دی گئی ہے (یا ان کو الاٹمنٹ تا قیامت دے دی گئی ہے)، لیکن دوسرے مقام پر باقاعدہ تصریح کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کی مسلسل عہد شکنی اور فساد کے سبب اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا کہ وہ وقفے وقفے سے ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سخت سزائیں دیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا!

"وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ۔" (الاعراف:167)

اس آیت میں "الٰی یوم القیمۃ" سے یہ مراد نہ لیا جائے کہ یہ سلسلہ بلا انقطاع جاری رہے گا۔ نہیں، بلکہ درمیان میں وقفوں کا امکان اس آیت نے دیا ہے کیونکہ اس میں آگے فرمایا:

"إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔" (الاعراف:۱۶۷)

یقیناً تمہارا رب جلد سزا دینے والا ہے، سو اس کی پکڑ سے غافل نہ ہو اور یقیناً وہ غفور و رحیم ہے، سو اگر تم توبہ کر کے لوٹ آؤ گے تو وہ تمہاری توبہ قبول کرلے گا۔ اسی توبہ کی منادی کے لئے تو انبیاء کا سلسلہ ان میں جاری رہا اور آخری حد تک حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر محنت کی، جیسا کہ انجیلوں کی گواہی ہے، لیکن جب انہوں نے کان نہیں دھرا تو ان پر رومیوں کا عذاب مسلط ہوا۔ قرآن کریم نے سورۂ بنی اسرائیل میں یہی حقیقت ان الفاظ میں واضح فرمائی ہے کہ انبیاء نے بنی اسرائیل کو بتادیا تھا کہ وہ اس سرزمین میں دو دفعہ بڑا فساد کریں گے اور دونوں دفعہ اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب دے گا (لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیراً)۔ چنانچہ جب پہلی دفعہ کے فساد کے بعد انھوں نے توبہ کی روش اختیار کی، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع دیا اور فرمایا:

"إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا۔" (بنی اسرائیل:7)

ترجمہ: "اگر تم نے اچھا کیا، تو اپنے ساتھ اچھا کیا اور برا کیا تو اپنے ساتھ ہی برا کیا۔"

اسی طرح آگے قرآن کریم کی دعوتِ توبہ ان کے سامنے رکھ کر ان سے کہا کہ اب بھی موقع ہے، اگر تم اپنے رب کی رحمت چاہتے ہو، تو اس کی طرف لوٹ آؤ، ورنہ وہی فساد کی روش اختیار کرو گے، تو اسی طرح کی سزا ملے گی "عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا۔" (الاسراء:۸)

چنانچہ ایک تو اس سرزمین کی الاٹمنٹ ایک مقررہ مدت تک کے لئے تھی، تا قیامت نہیں تھی، اور دوسرے وہ الاٹمنٹ جس شرط کے ساتھ مشروط تھی، اس شرط کی خلاف ورزی کی گئی تو وہ الاٹمنٹ ہی کینسل ہوگئی اور وہ سرزمین ان سے لے کر اور لوگوں کو الاٹ کی گئی۔ اب یہ سابقہ الاٹمنٹ کے کاغذات دکھا کر اس سرزمین پر اپنا حق نہیں جتا سکتے۔

باقی رہا اس سرزمین میں آکر عبادت کرنے یا دیوارِ گریہ کے ساتھ رونے دھونے کی اجازت، تو وہ الاٹمنٹ اور وراثت و تولیت کے دعوے سے ایک بالکل ہی الگ بات ہے اور اس پر بات ہم الگ ہی کریں گے، ان شاء اللہ۔

پانچواں مغالطہ:

"یہاں یہودیوں کو بھی عبادت کا حق ہے"

جب یہ بات بھی واضح کردی جائے کہ یہود کو اس سرزمین پر تا قیامت الاٹمنٹ نہیں دی گئی، تو مغالطے پیش کرنے والے اس کے بعد ذرا نیچے آکر یہ اعتراض وارد کرتے ہیں کہ یہاں یہود کو بھی تو عبادت کا حق ہے، اس لئے یہاں کی تولیت بھی ان کا حق ہے۔

ادنیٰ تامل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ محض خلطِ مبحث ہے، ورنہ یہ معترضین جانتے ہیں کہ کسی مقام پر عبادت کی اجازت اور اس مقام پر غلبہ وتسلط کا حق دو الگ امور ہیں۔ اسی طرح وہ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا کنٹرول لینے کے بعد مخصوص مقامات پر نصاریٰ کو بھی عبادت جاری رکھنے دیا۔ ان دونوں باتوں کی تھوڑی وضاحت ضروری ہے۔

معلوم حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے مشرکین کو مسجدِ حرام کے کنٹرول اور انتظام سے محروم کردیا: ''مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ۔'' (التوبہ:17)

اس حکم کا اولین اطلاق مسجدِ حرام پر کیا گیا لیکن اس آیت میں ''مساجد اللہ'' کی ترکیب بڑی معنی خیز ہے۔ چنانچہ اس آیت اور دیگر نصوص کی بنا پر فقہائے کرام نے تمام مساجد کے لئے اس حکم کو تسلیم کیا ہے۔

پھر یہ بھی معلوم حقیقت ہے کہ اسی سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجدِ حرام میں مشرکین کے داخلے کی ممانعت کی۔

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔'' (التوبہ:28)

فقہائے کرام نے اس حکم کی وسعت اور اطلاق پر تفصیلی بحث کی ہے اور حنفی فقہائے کرام نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مشرکین سمیت سب غیر مسلم کسی بھی مسجد میں (یہاں تک کہ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بھی) آ سکتے ہیں، بشرطیکہ کنٹرول اور تسلط مسلمانوں کا رہے اور غیر مسلموں کا آنا غلبے اور فتح کی صورت میں نہ ہو۔ چنانچہ مسجدِ اقصیٰ کے کسی حصے میں یہود کو عبادت کی اجازت دینے سے مسلمانوں کو شرعاً کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ مسجدِ اقصیٰ پر یہود، نصاریٰ یا کسی اور غیر مسلم گروہ کا تسلط اور قبضہ مسلمانوں کیلئے ناقابلِ قبول ہے۔

یہیں اس سوال کو بھی لے لیتے ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ سے مراد کیا مسجدِ عمر ہے، قبۃ الصخرا یا کوئی اور مقام؟ یہ اسی نوعیت کا سوال ہے جیسے ہمارے ہاں قبلے کی بحث میں پوچھا جاتا ہے کہ عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے، یا مسجدِ حرام کی سمت منہ کرنا کافی ہے؟ (آیات میں شطر المسجد الحرام کی ترکیب آئی ہے اور فقہائے کرام نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے)۔ اسی طرح اس سوال پر بھی ہمارے ہاں تفصیلی بحث موجود ہے کہ حرمِ مکی اور حرمِ مدنی کی حدود کہاں تک ہیں کیونکہ حرم کے لئے خصوصی احکام بھی موجود ہیں۔ یہی بحث بیت المقدس کے حرم کے متعلق موجود ہے۔ چنانچہ ان دونوں سوالوں پر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ بالکل صاف واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ سے مراد بیت المقدس کا پورا حرم ہے اور اس پورے حرم کا دفاع اور اس پر اپنے کنٹرول کے لئے جدوجہد ہم پر لازم ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس انتظامی بندوبست کی حکمت بھی بخوبی سمجھ میں آ جاتی ہے کہ انہوں نے دیوارِ گریہ کے قریب یہود کو عبادت کی اجازت دی اور نصاریٰ کو اپنے گرجا میں عبادت کا موقع دیا، البتہ پورے حرم کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پھر وہاں خود ایک مقام پر عبادت کی۔ یوں اس مسجدِ عمر کی اپنی خاصیت اور فضیلت بھی مسلّم ہے اور قبۃ الصخرا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے ساتھ تعلق کی نسبت سے اہمیت بھی معلوم ہے اور اسی طرح اس حرم کا ایک ایک چپہ مقدس ہے لیکن جب ہم مسجدِ اقصیٰ کہتے ہیں، تو اس سے مراد یہ پورا حرم ہے۔

اس پورے حرم پر تسلط اور کنٹرول مسلمانوں کا ہونا شرعاً ضروری ہے؛ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع میں مسلمان یہود و نصاریٰ کو مخصوص مقامات پر عبادت کا موقع دیں گے۔ اس سے ان کا حقِ تولیت کسی طور بھی ثابت نہیں ہوتا۔

چھٹا مغالطہ:

''اسرائیل کا قیام خدائی منصوبہ ہے اور اس کی مخالفت ناجائز بھی ہے اور بے فائدہ بھی'':

یہ وہ آخری بڑا مذہبی مغالطہ ہے جو بعض شکست خوردہ ذہن کے لکھاریوں نے پھیلایا ہے۔ اس زاویۂ نظر سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل میں اعلان فرمایا تھا کہ جب آخرت کا وقت قریب آئے گا یا جب بنی اسرائیل کے آخری فساد کا وقت آئے گا، تو اللہ تعالیٰ انھیں دنیا بھر سے اس سرزمین پر جمع کرلے گا:

''وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۔'' (بنی اسرائیل:104)

ترجمہ: ''اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم ملک میں بس جاؤ، پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔''

یہاں پہلی بات یہ قابلِ توجہ ہے کہ اگر بنی

اسرائیل کا یہاں اکٹھا کرنا تکوینی امر ہے اور دجال کی آمد کا ایک مرحلہ ہے، تو دجال کے مقابلے میں مہدی و مسیح کی آمد بھی تو ایک متوازی تکوینی امر ہے۔ ایسے میں سوال یہ ہے کہ آپ کس سائیڈ پر کھڑا ہونا پسند کریں گے؟ دجال کی صف میں یا مہدی و مسیح کے متبعین میں؟

دوسری بات یہ ہے کہ آیت کی یہ تاویل، کہ اس سے مراد سرزمین فلسطین میں یہود کا اکٹھا کرنا ہے، یقینی نہیں ہے۔ اس کی تاویل میں کئی دیگر اقوال بھی مروی ہیں (جیسے اس سے مراد بروزِ قیامت میدانِ حشر میں اکٹھا کرنا ہے)۔ تاہم اگر یہی تاویل مراد لی جائے کہ آخری فساد سے قبل یہود کو اس سرزمین میں ایک دفعہ پھر اکٹھا کیا جائے گا، تو اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ ان کے یہاں اکٹھے ہونے کی مزاحمت کرنا، یا انھیں یہاں غلبہ پانے سے روکنے کی کوشش کرنا شرعی لحاظ سے ناجائز یا نامناسب ہے؟ اللہ تعالیٰ کے تکوینی فیصلے اسی کے علم میں ہیں، ہم تو اس کے شرعی احکام کے پابند ہیں! شرعی طور پر ہم پر لازم ہے، جیسا کہ پیچھے واضح کیا گیا کہ مسجدِ اقصیٰ پر غیر مسلموں کا تسلط نہ ہونے دیں اور اس کی حفاظت کے لئے تن، من، دھن کی قربانی دیں۔ اسی طرح شرعی طور پر ہم پر لازم ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال، ان کی سرزمین اور ان کے وسائل کا دفاع کریں اور ان کو نقصان پہنچانے والے دشمن کا بھرپور مقابلہ کریں تو بحیثیت مسلمان ہم سے مطلوب یہی ہے کہ ہم ان شرعی احکام پر عمل کریں۔ اب اللہ تعالیٰ پردۂ غیب سے کیا نکال کر سامنے لائے گا، کب لائے گا، اس کے کیا منصوبے ہیں، اس نے کیا طے کیا ہے، یہ وہ جانے!

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ مغالطہ بالعموم ان لوگوں کی جانب سے پیش کیا جاتا ہے جو ایک طرف عام مسلمانوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ وہ اپنی حالت بہتر بنانے کے لئے جدوجہد کے بجائے بس مہدی و مسیح کی آمد کا انتظار کررہے ہیں، دوسری طرف فلسطینیوں کے بارے میں بھی مبالغہ آمیز افسانے پھیلاتے ہیں کہ انہوں نے یہود کے ہاتھ زمینیں اس لئے فروخت کیں کہ مسیح نے آکر ان سے واپس چھین لینی ہیں، اور پھر جب لوگ عملی جدوجہد کی راہ اختیار کرتے اور غاصبوں اور ظالموں کے خلاف اٹھتے ہیں، تو یہی لوگ ان سے کہنے لگتے ہیں کہ یہود کو یہاں لا بسانے کا فیصلہ تو خدا کا تکوینی امر ہے اور تم ان کے خلاف مزاحمت کرکے خدا کے تکوینی فیصلے کی خلاف ورزی کررہے ہو!

اگر اس تکوینی امر کو یہ لوگ اللہ پر ہی چھوڑ دیتے اور اپنے تخیل کی پرواز کو شرعی احکام تک ہی محدود رکھتے، تو ان کے لئے زیادہ بہتر طرزِ عمل یہ ہوتا کہ وہ فلسطینی مسلمانوں کی کمزوری اور ان کے ہاں قوت و وسائل کی کمی کو بنیاد بنا کر یہ مقدمہ پیش کرتے کہ عدمِ استطاعت کی وجہ سے مزاحمت ان پر فرض نہیں ہے لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ یہ استدلال کیوں نہیں کررہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس استدلال کے لئے ایک تو انہیں ماننا پڑتا کہ یہود کے غاصبانہ قبضے اور تسلط کے خلاف مزاحمت ضروری ہے لیکن فلسطینیوں کے پاس وسائل کی کمی ہے، اور دوسرے، اس سے زیادہ اہم، یہ کہ اس صورت میں انہیں ماننا پڑتا کہ دنیا کے باقی مسلمانوں پر ان مظلوم فلسطینیوں کی مدد لازم ہے تاکہ وہ ان کی مدد سے ان غاصبوں اور ظالموں کو یہاں سے واپس دھکیل سکیں!

یہیں سے ان لوگوں کا اصل مقصود کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ دراصل ان کا مقصود بس یہ ہے کہ کوئی غاصب اسرائیل کی مزاحمت نہ کرے، کوئی ظالم کے خلاف کھڑا نہ ہو، کوئی ظلم کو روکنے کی کوشش نہ کرے، سب اس مظلومیت اور مغلوبیت کو خدا کا فیصلہ سمجھ کر ٹھنڈے پیٹوں قبول کرلیں اور بس خدا کی مدد کا انتظار کریں! ان بے حس لوگوں کو ان مظلوموں کے ساتھ ہونے والے ظلم پر کوئی دکھ نہیں ہے۔ تبھی تو یہ کبھی ایک پیرائے میں تو کبھی دوسرے پیرائے میں مظلوموں کا مذاق اڑاتے اور مظلوموں کی مدد کے لئے کوشش کرنے والوں کو استہزا کا نشانہ بناتے ہیں! ☆☆

صوفی عبدالستار کا وصال

ضلع مظفر گڑھ کوٹ ادو شہر کے رہائشی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص دیرینہ ساتھی صوفی عبدالستار 16 مئی 2021ء کو انتقال کرگئے۔ 1938ء میں ضلع روہتک انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کر کے پاکستان کوٹ ادو شہر میں آباد ہوئے۔ مولانا عبدالجلیل صاحب مظاہر العلوم سے کچھ کتب پڑھیں آپ جامع مسجد مکہ میں ایک عرصہ تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں شریک رہے اور گرفتاری دی، جیل کاٹی۔ 17 مئی صبح ساڑھے 10 بجے کوٹ ادو اسٹیڈیم میں مولانا عبدالجلیل کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں اور کارکنان نے مرحوم کی وفات پر پسماندگان سے اظہار تعزیت کی۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں

قادیانیوں کی تازہ شرارت!

مولانا عبدالعزیز لاشاری، تونسہ شریف

ضلع ڈیرہ غازیخان میں شادن لنڈ مشہور و معروف قصبہ ہے، سابقہ دور میں یہ قصبہ قادیانیوں کی اماج گاہ بنا ہوا تھا۔ اللہ دتہ جالندھری قادیانی اور مولانا لال حُسین اخترؒ کے درمیان ایک مناظرہ بھی ہوا تھا۔ قادیانیوں کے عقائد یہاں کے مسلمانوں کو معلوم ہو گئے۔ مسلمانوں کے اندر قادیانیوں کے خلاف نفرت پیدا ہوئی۔ ۱۹۸۷ء میں شادن لُنڈ کے قادیانی اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہتے تھے بروقت مسلمان ہوشیار ہو گئے، پورا شادن لُنڈ سراپا احتجاج بن گیا قادیانی اپنا مردہ ڈیرہ غازی خان اپنے مرگھٹ کی طرف لے گئے۔ اس سے پہلے تحصیل تونسہ ڈیرہ غازی خان میں کئی واقعات ہو چکے تھے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنے دیا گیا اِن واقعات کو دیکھ کر شادن لُنڈ کے سرکردہ قادیانی غلام حیدر خان حیدرانی بلوچ چونک اٹھا۔ اللہ پاک نے اِن کے مقدر میں ہدایت کی فکر پیدا کردی۔ یہی غلام حیدر خان مولانا محمد بخش بزدار (مرحوم) خطیب جامع مسجد مدنی کے پاس پہنچ گیا۔ قادیانیت چھوڑنے کا اظہار کیا مولانا محمد بخش بزدار، مولانا صوفی اللہ وسایا (مرحوم مغفور) نے اِس قصبہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ یہ کانفرنس خواجہِ خواجگان خواجہ خان محمدؒ کی صدارت میں ہوئی۔ یہی سردار غلام حیدر حیدرانی بلوچ سمیت تیس افراد نے قادیانیت سے برأت کا اعلان کیا۔ غلام حیدر خان حیدرانی بلوچ نے کانفرنس میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ ”ایسی قادیانیت کا کیا فائدہ کہ زندہ ہونے کی صورت میں اہلِ اسلام سے نماز، روزہ، شادی، نکاح سے علیحدہ ہو گئے اور مرنے کے بعد اہلِ اسلام کا نماز جنازہ اور قبرستان بھی نصیب نہ ہو۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے“ اس ختم نبوت کانفرنس اور تیس افراد کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اِس قصبہ میں قادیانیت کی کمر ٹوٹ گئی۔ چار پانچ قادیانی مزید گھر بچ گئے۔ اِن میں سے کچھ شادن لنڈ چھوڑ کر فرار ہو گئے کچھ دب کر رہ گئے مگر اپنی پرانی تخریب کاری کی عادت سے باز نہ آئے۔ اِن میں سے غلام فرید قادیانی کا گھرانہ ایسا ہے جن کی ایک لڑکی نے مسلمان ہو کر مسلمان مرد کے ساتھ شادی کر لی، اِن کے ایک لڑکا مسعود احمد نے مسلمانوں کی مساجد میں نمازیں شروع کر دیں کبھی کبھی مساجد میں اذانیں بھی دیں مگر باقاعدہ مسلمان ہونے کا اعلان نہ کیا گیا اِس کے اِس رویہ کو مقامی مسلمان مشکوک نظروں سے دیکھتے رہے۔ اِس لڑکے کے رشتہ کے لئے اِس کی قادیانی والدہ اور ماموں قادیانی نے شادن لُنڈ کے قریبی گاؤں سنجر سیداں میں منظور احمد ولد اللہ بخش قوم موہانہ کے گھر آنا جانا شروع کر دیا اِس منظور احمد نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے ہاں بھی کر دی مگر اِس لڑکے کے مسعود احمد کی والدہ نے کہہ دیا کہ ہم احمدی مسلمان ہیں، اِس سادہ لوح مسلمان نے ایسے الفاظ زندگی میں پہلی دفعہ سُنے اہلِ محلّہ سے پوچھ گچھ شروع کی تو معلوم

کوہاٹ میں ”بابِ ختم نبوت“ اور ”بابِ حسنینؓ“ کا باقاعدہ افتتاح

کوہاٹ.... مشیر سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی خیبر پختونخوا محترم جناب ضیاء اللہ بنگش نے کنگ گیٹ کا نام ”بابِ ختم نبوت“ اور تحصیل گیٹ کا نام ”بابِ حسنینؓ“ میں تبدیل کرنے کے بعد باقاعدہ افتتاح کر دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ذمہ داران اور اہل علاقہ نے اس افتتاحی تقریب میں بھرپور شرکت کی اور محترم ضیاء اللہ بنگش اور دیگر متعلقہ افسران کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

ہوا یہ لوگ قادیانی اور مرزائی ہیں۔ منظور احمد نے اِن کی اِس پوزیشن کو دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ ۲۵ رمئی دن دس بجے تونسہ شریف سے روزنامہ المنظور تونسہ شریف کے چیف ایڈیٹر اور المنظور نیوز چینل HD کے مالک ملک منصور احمد نے مولانا عبدالعزیز لاشاری امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ کو فون کیا کہ آپ فوراً تونسہ شریف آئیں مسلمان و قادیانی کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہے اِس بارے میں آپ کی ضرورت ہے۔ مولانا لاشاری جلدی جلدی المنظور نیوز چینل کے دفتر میں پہنچے تو وہاں منظور احمد موہانہ نے جو اپنے عزیز اقارب کے ساتھ آیا ہوا تھا رونا چلانا شروع کر دیا۔ اپنی تحریری اور زبانی داستان سنائی کہ جب میں نے اِن کو رشتہ سے انکار کیا تو مسعود احمد نے مجھے دھمکیاں دینی شروع کر دیں میرے پاس چٹ بھی بھیجی کہ تم نے اگر رشتہ نہ دیا تو ہم تمہاری لڑکی کو اغوا کر لیں گے یا موقع پا کر اُس پر تیزاب پھینک کر بدصورت بنا دیں گے۔ عید کے دوسرے دن 14 رمئی جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے میں گھر سے نکلا تو دیکھا یہ مسعود احمد اپنے تین دوستوں سمیت میرے گھر کے قریب کھڑا ہے اور ایک موبائل فون میرے گھر میں پھینکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے مجھے ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا۔ اہلِ محلّہ ہمارا شور سُن کر اکٹھے ہو گئے اِن حملہ آور لڑکوں کی پٹائی کی اور موٹر سائیکل اور موبائل بھی توڑ دیا بیچ بچاؤ کر کے اِن کو سید سلیم شاہ صاحب کے ڈیرے پر اہلِ محلّہ لے گئے، سید سلیم شاہ نے پولیس کو فون کیا پولیس اِن کو اٹھا کر تھانہ لے گئی مگر شام کو پولیس نے اِن مجرموں کو چھوڑ دیا اور اُلٹا ہمیں دھمکیاں دیں کہ آپس میں فیصلہ کر لو اور موٹر سائیکل و موبائل کی قیمت بھی دو۔ ہم غریب آدمی ہیں سبزی فروشی کا کام کرتے ہیں۔ شادن لُنڈ مویشی منڈی میں محنت مزدوری سے بھی اِن لوگوں نے ہمیں روک دیا تجر سیدان کے معزز زمیندار سید عبدالرؤف شاہ نے ہمیں المنظور دفتر میں دادرسی کے لئے بھیجا اور ''المنظور'' والوں نے ہمارے تعاون کے لئے آپ کو تکلیف دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے آپ نمائندہ ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ مولانا لاشاری نے اِن کو تسلی دی اور اپنی جماعت کے دوستوں مولانا مصطفیٰ اشعری، حکیم عبدالرحمٰن جعفر کو فوراً بلوایا اور اِس مظلوم مسلمان کو اپنے ساتھ بٹھا کر ہنگامی پریس کانفرنس طلب کی تونسہ شریف کی صحافی برادری کے سامنے بیان کیا کہ ہم ہر صورت میں اِس مسلمان کی امداد کریں گے حملہ آور لوگوں سے کبھی مرعوب نہیں ہوں گے پولیس کے رویہ پر کڑی تنقید کی اور اُن کو خبردار کیا کہ اِن مظلوموں کو انصاف دیا جائے ورنہ ہم تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو دعوت دے کر شادن لُنڈ میں ختم نبوت کانفرنس کریں گے۔ اِس واقعہ کی اطلاع بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالرشید سیفی کو دی گئی وہ بھی فوراً المنظور کے دفتر میں آ گئے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داروں کو یقین دلایا کہ ہم ہر وقت ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ المنظور چینل نے جب یہ پریس کانفرنس نشر کی تو پولیس میں کھلبلی مچ گئی۔ آناً فاناً یہ خبر پورے علاقہ اور ملک بھر کے لاکھوں لوگوں تک پہنچ گئی پولیس بار بار کوشش کرتی رہی کہ اِس چینل کی خبروں کو روکا جائے، ملک منصور احمد چینل کے مالک نے بتایا کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ قادیانی ہمارے چینل کی خبر کو ہر قیمت روکنے کی کوشش کرتے رہے اِس واقعہ کی اطلاع مولانا امان اللہ قیصرانی مقامی امیر جمعیت علماء اسلام کو دی گئی تو انہوں نے فوراً تحصیل بھر کی دینی قیادت کا ہنگامی اجلاس اگلے روز اپنے مدرسہ علوم القرآن تونسہ شریف میں طلب کر لیا۔ ضلع بھر کے مسلمان دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث کی طرف سے فون پر اظہارِ یکجہتی، اظہارِ ہمدردی کی یقین دہانیاں آنے لگیں۔ اِدھر پولیس افسران نے بھی دوسرے دن ایک بجے عالمی مجلس ختم نبوت کے نمائندوں اور مدعی اور مدعا علیہ کو ایک بجے کا ٹائم دیا کہ ہم از سرِ نو تحقیقات کا حکم جاری کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن علماء کرام کی میٹنگ بارہ بجے دن مولانا امان اللہ قیصرانی کی صدارت ہوئی جس میں راقم الحروف کے علاوہ مولانا غلام مصطفیٰ اشعری، مولانا عبیدالرحمٰن عثمانی، قاری حسنین معاویہ، مولانا محمد شعیب سیال، مولانا جابر سیال، حکیم عبدالرحیم جعفر، قاری عبدالخالق، شادن لُنڈ کے ذمہ دار قاری اللہ وسایا رحیمی اور مدعی اور مدعا علیہ کی دونوں پارٹیوں کے سربراہ، سردار طارق خان سیہانی بلوچ سید عبدالرؤف شاہ اور ملک منصور احمد معززین شہر کے ساتھ اجلاس میں شریک ہوئے مسعود احمد نے بھی مقامی جماعت ختم نبوت شادن لُنڈ سے رابطہ قائم کیا کہ میں مسلمان ہوں ہر قسم کا حلف اٹھانے دینے کے لئے تیار ہوں مگر میرے والدین اور عزیز رشتہ دار قادیانی ہیں۔ مسعود احمد کو بھی اِسی اجلاس میں طلب کیا گیا جب اُس نے اپنا حلفی اسٹامپ پیش کیا تو دینی قیادت نے اسٹامپ مسترد کر دیا اور

فیصلہ کیا کہ شادن لنڈ کے مقامی علماء اور مقامی جماعت ہی صحیح فیصلہ کرسکتی ہے کہ آپ مسلمان ہیں یا نہیں ہیں جبکہ آپ کی والدہ خود تسلیم کرچکی ہے کہ ہم قادیانی لوگ ہیں اور اِس مسعود احمد نے بھی تسلیم کیا کہ میں، میری ایک بہن کے سوا باقی سب خاندان قادیانی ہے معلوم ہوا کہ اِس لڑکے کے ساتھ آنے والے حملہ آور لڑکے پکے سچے مسلمان ہیں مگر وہ یاری دوستی کی بنا پر اِس کا ساتھ دے رہے تھے۔ مدعا علیہ پارٹی اور حملہ آور لوگوں کو مولانا امان اللہ قیصرانی نے بتایا کہ ہم ہر حالت میں مسلمان منظور احمد کو لاوارث نہیں چھوڑیں گے اور اِس منظور احمد کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر اُمتی اِس کا وارث ہے اگر اب تم نے اِس سے چھیڑ خانی کی ہم تمام مسلمان شادن لنڈ اور ضلع بھر کے تمام روڈوں کو بلاک کردیں گے ہم نے بڑے بڑے قادیانی سرداروں کی لاشوں کو باہر پھینک دیا ہے تم کس کھیت کی مولی ہو۔

اجلاس میں تمام مسائل کو مدِنظر رکھتے ہوئے طے ہوا کہ مدعی اور مدعا علیہ کے سربراہان سردار طارق خان سیہانی، سید عبدالروف شاہ کو اتفاق ثالث مقرر کیا گیا اور یہ تمام حالات کا جائزہ لے کر مظلوم منظور احمد کی حق رسی کی جائے اور نوجوانوں کو تنبیہ کی جائے کہ آئندہ اِس قسم کی حرکت سے باز رہیں۔ اِس واقعہ کی اطلاع رپورٹ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اقبال، مولانا عبدالرحمٰن غفاری، جناب شہزاد حمید لنڈ اور ضلع کے ذمہ داران اور عالمی مجلس کی مرکزی قیادت کو بھی لحظہ بہ لحظہ اطلاع کرتے رہے اور بزرگوں کو اعتماد میں لیا گیا آخر میں پورے اجلاس کے شریک دوستوں نے عالمی مجلس ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کیا کہ اِتنے بڑے فساد کو کنٹرول کرنے کے لئے بروقت اور ہنگامی طور پر مداخلت کرکے علاقہ کو فتنہ فساد سے بچا لیا گیا اور قادیانیوں کی تازہ شرارت ناکام بنا دی گئی۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری نے تحصیل بھر کی دینی قیادت اور المنظور چینل کی پوری صحافی برادری کا عالمی مجلس ختم نبوت کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور مولانا لاشاری کی دعا پر ہی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

☆☆..................☆☆

امریکا کی فلسطین پالیسی اسلام دشمنی پر مبنی ہے: علماء کرام

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، جنرل سیکرٹری لاہور مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، جے یو آئی کے مولانا حافظ محمد اشرف گجر، قاری عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا سید عبداللہ شاہ نے خطبات جمعہ سے خطاب میں کہا کہ مسئلہ فلسطین کے ایجنڈے پر اسلامی سربراہی کانفرنس بلا کر مشترکہ لائحہ عمل بنایا جائے۔ اسلامی ممالک اسرائیلی اور قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ قبلہ اوّل کی آزادی کے لئے اسلامی ممالک کا اتحاد ضروری ہے۔ اسرائیل نے فلسطینی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کررکھا ہے۔ اسرائیل فلسطینیوں کی نسل کشی کا مجرم ہے۔ اسرائیل نے غزہ کو دنیا کی سب سے بڑی جیل میں تبدیل کردیا ہے۔ مسلم حکمران نصیحتیں چھوڑ کر مظلوم فلسطینی مسلمانوں کے حق میں مشترکہ آواز اٹھائیں۔ اقوام متحدہ فلسطینیوں کو اسرائیلی جارحیت سے نجات دلانے کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔ قبلہ اوّل پر یہودیوں کا قبضہ امت مسلمہ کی غیرت کے لئے عظیم چیلنج ہے۔ ستر سال گزرنے کے باوجود مسئلہ فلسطین حل نہ ہونا اقوام متحدہ کی ناکامی ہے۔ انسانی حقوق کے عالمی ٹھیکیداروں کی اسرائیلی دہشت گردی پر خاموشی شرمناک ہے۔ اسرائیل نے فلسطینی سرزمین پر غاصبانہ قبضہ کررکھا ہے۔ تڑپتے اور بلکتے معصوم جنازے بھی او آئی سی کو بیدار نہیں کرسکے۔ پوری قوم فلسطین کے مظلومین کے ساتھ کھڑی ہے۔ او آئی سی اسرائیلی جارحیت کے خلاف ٹھوس اور فوری اقدامات کرے۔ غاصب یہودیوں نے انبیاء کرام کی سرزمین کی توہین کی حد کردی ہے۔ اقوام متحدہ، سلامتی کونسل کی جانبداری قابل مذمت ہے۔ اسرائیلی مظالم کے خلاف عالمی انسانی حقوق کی تنظیمیں کیوں خاموش ہیں۔ او آئی سی مردہ گھوڑا بن چکی ہے۔ امت مسلمہ کے تمام مسائل کا واحد حل اتحاد امت اور ملی وحدت میں مضمر ہے۔ اقوام متحدہ مسلمانوں کے مسائل حل کرانے میں ناکام ہوچکی ہے۔ پوری دنیا میں مسلمانوں کا لہو پانی کی طرح بہایا جارہا ہے۔ پوری دنیا میں مسلمان زیادتیوں کا شکار ہیں۔ ہر کلمہ گو مسلمان کے دل میں مظلوم فلسطینیوں کے لئے احساس اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ استعمار فلسطین کو زیادہ دیر غلام نہیں رکھ سکتا۔ امریکا کی فلسطین پالیسی اسلام دشمنی پر مبنی ہے۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۱۸

حافظ محمود راجا، سجاول

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ میرے بہترین تعلقات (احسان و سلوک) کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماں، پھر دوبارہ اور سہ بارہ ماں کو ہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ باپ، پھر دوسرے رشتے دار، الاقرب فالاقرب (جو جتنا قریب ہو وہ اتنا ہی مقرب ہے)۔(مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کی ابتدا کرو، اس کے بعد باپ کے ساتھ پھر بہن کے ساتھ، پھر بھائی کے ساتھ، الاقرب فالاقرب اور اپنے پڑوسیوں اور حاجت مندوں کو نہ بھولنا۔(کنز)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال، اس کے مال میں سے اس کے لئے صرف تین چیزیں ہیں: جو کھایا اور ختم کردیا یا پہن کر پرانا کردیا، یا اللہ کے یہاں اپنے حساب میں جمع کردیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ اس کا مال نہیں ہے، لوگوں کے لئے چھوڑ جائے گا۔(مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو تو وہ اگر ان کے لئے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتا رہے، اس کے علاوہ ان کے لئے اور بھی دعائیں کرتا رہے، تو وہ شخص فرمانبرداروں میں شمار ہوجائے گا۔(مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی کوئی نفلی صدقہ کرے تو اس میں کیا حرج ہے کہ اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دیا کرے، بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں کہ اس صورت میں ان کو ثواب پہنچ جائے گا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔(کنز)

ایک حدیث میں ہے جو اپنے والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے، اس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ فرمانبرداروں میں شمار ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو ان کے لئے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لئے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ قیامت میں اس کو بلند مکانات ملیں، اس کو اونچے درجے ملیں، اس کو چاہئے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے اس سے درگزر کرے، جو اس کو اپنی عطا سے محروم کرے، اس پر احسان کرے اور جو اس سے تعلقات توڑے اس سے تعلقات جوڑے۔(درمنثور)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرکے فرمایا کہ میں تمہیں دنیا اور آخرت کے بہترین اخلاق بتاؤں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمائیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو، جو تمہیں اپنی عطا سے محروم کرے اس کو عطا کرو، جو تم سے تعلقات توڑے، اس سے صلہ رحمی کرو۔(فضائل صدقات)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اولین و آخرین کے بہترین اخلاق بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہیں اپنی عطا سے محروم رکھے اس کو عطا کرو، جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو، جو تم سے قرابت کے تعلقات توڑے، اس کے ساتھ تعلقات جوڑو۔

حضرت ابوہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آدمی خالص ایمان تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک کہ یہ کام نہ کرے کہ اپنے سے تعلق توڑنے والوں سے تعلقات جوڑا کرے، اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کیا کرے، اپنے کو گالیاں دینے والے کو بخش دیا کرے اور جو اپنے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کرے۔(درمنثور) (جاری ہے)

عقیدۂ

ختم نبوت زندہ باد

(آخری قسط)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

وبہاں جتجا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش از ما بداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کہ وی باز پسین پیغمبراں است در زمانِ او و تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد، و ہر کہ دریں بشک است دراں نیز بشک است و آنکس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است۔“

(ص:۹۷)

ترجمہ:... ”بحمد اللہ! یہ مسئلہ اہلِ اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو۔ اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآنِ کریم سے اس اندیشے کی بنا پر کردی کہ مبادا کوئی زندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈالے۔

اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا۔

اور جن دلائل اور جس طریقِ تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوّت ہمارے لئے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجے کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا، اور جس شخص کو اس ختمِ نبوّت میں شک ہو، اسے خود رسالتِ محمدی میں بھی شک ہوگا، اور جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوا تھا، یا اَب موجود ہے، یا آئندہ کوئی نبی ہوگا، اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوسکتا ہے، وہ کافر ہے۔“

۴:... حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ آیت ”خاتم النبیین“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فمن رحمة الله تعالٰی بالعباد ارسال محمد صلی الله علیه وسلم الیهم، ثم من تشریفه لهم ختم الأنبیاء والمرسلین به واکمال الدین الحنیف له، وقد أخبر الله تبارک وتعالٰی فی کتابه ورسوله صلی الله علیه وسلم فی السُّنَّة المتواترة عنه: أنه لا نبی بعده، لیعلموا أن کل من ادعی هٰذا المقام بعده فهو کذّاب، أفّاک، دجّال، ضالّ، مضلّ، ولو تخرق وشعبذ وأتیٰ بأنواع السحر والطلاسم والنیرنجیات فکلها محال وضلال عند أُولی الألباب، کما أجری الله سبحانه علٰی ید الأسود العنسی بالیمن ومسیلمة الکذّاب بالیمامة من الأحوال الفاسدة والأقوال الباردة ما علم کل ذی لب وفهم وحجی أنهما کاذبان ضالّان لعنهما الله تعالٰی، وکذٰلک کل مدع لذٰلک إلٰی یوم القیامة حتّٰی یختموا بالمسیح الدّجال، فکل واحد من هؤلآء الکذّابین یخلق الله معه من الأمور ما یشهد العلماء والمؤمنون بکذب من جاء بها.“

(ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ج:۳، ص:۴۹۴، مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۷۵ھ)

ترجمہ:... ”پس بندوں پر اللہ کی رحمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجنا، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء اور رُسل علیہم السلام کو ختم کیا، اور دِینِ حنیف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کامل کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیثِ متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، تاکہ اُمت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس مقامِ نبوّت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، اِفترا پرداز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ شعبدہ بازی کرے، اور قسم قسم کے جادو، طلسم اور نیرنگیاں دِکھلائے، اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے

نزدیک باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی (مدعیٔ نبوّت) کے ہاتھ پر یمن میں، اور مسیلمہ کذّاب (مدعیٔ نبوّت) کے ہاتھ پر یمامہ میں اَحوالِ فاسدہ اور اَقوالِ باردہ ظاہر کئے، جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعیٔ نبوّت پر۔ یہاں تک کہ وہ مسیحِ دجال پر ختم کردیئے جائیں گے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے اُمور پیدا فرمادے گا کہ علماء اور مسلمان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے۔“

۵:... علامہ سفارینی حنبلی رحمہ اللہ ”شرح عقیدہ سفارینی“ میں لکھتے ہیں:

”ومن زعم أنها مکتسبة فھو زندیق یجب قتله، لأنه یقتضی کلامه واعتقاده أن لا تنقطع وھو مخالف للنص القرآنی والأحادیث المتواتر بأن نبینا صلی اللہ علیه وسلم خاتم النبیین علیھم السلام.“

(محمد بن احمد سفارینی، ج:۲، ص:۲۵۷، مطبعہ المنار، مصر ۱۳۲۳ھ)

ترجمہ:... ”جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوّت حاصل ہوسکتی ہے، وہ زِندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ اس کا کلام و عقیدہ اس بات کو مقتضی ہے کہ نبوّت کا دروازہ بند نہیں، اور یہ بات نصِ قرآن اور اَحادیثِ متواترہ کے خلاف ہے، جن سے قطعاً ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (علیہم السلام)۔“

۶:... علامہ زرقانی رحمہ اللہ شرح مواہب میں امام احمد بن حبان رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

”من ذھب إلی أن النبوّة مکتسبة لا تنقطع أو إلی أن الولی أفضل من النبی فھو زندیق یجب قتله لتکذیب القرآن وخاتم النبیین.“ (شرح المواھب اللدنیة ج:۶، ص:۱۸۸، مطبوعہ ازہریہ، مصر ۱۳۲۷ھ)

ترجمہ:... ”جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ نبوّت کا دروازہ بند نہیں بلکہ حاصل ہوسکتی ہے، یا یہ کہ ولی، نبی سے افضل ہوتا ہے، ایسا شخص زِندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ وہ قرآنِ کریم کی آیت ”خاتم النبیین“ کی تکذیب کرتا ہے۔“

۷:... اور سیّد محمد آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تفسیر ”رُوح المعانی“ میں آیت ”خاتم النبیین“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”وکونه صلی اللہ علیه وسلم خاتم النبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السُّنّة وأجمعت علیه الأمّة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان أصرّ.“

(رُوح المعانی، ج:۲۲، ص:۴۱)

ترجمہ:... ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن ناطق ہے، جن کو سنت نے واشگاف کیا ہے اور جن پر اُمت کا اِجماع ہے، پس اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اِصرار کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔“

۸:... قاضی عیاض رحمہ اللہ ”الشفاء“ میں لکھتے ہیں:

”وکذلک من ادعی نبوّة أحد مع نبینا صلی اللہ علیه وسلم أو بعده ..... أو من ادعی النبوّة لنفسه أو جوّز اکتسابھا ..... وکذلک من ادعی منھم أنه یوحی إلیه وان لم یدع النبوّة .... فھٰؤلآء کلھم کفّار مکذّبون للنبی صلی اللہ علیه وسلم لأنه أخبر صلی اللہ علیه وسلم أنه خاتم النبیین لا نبی بعده، وأخبر عن اللہ تعالٰی أنه خاتم النبیین وأنه أُرسل کافة للناس وأجمعت الأمّة علٰی حمل ھٰذا الکلام علٰی ظاھرہ وان مفھومه المراد به دون تأویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھٰؤلآء الطوائف کلھا قطعًا اجماعًا وسمعًا.“

(الشفاء، ج:۲، ص:۲۴۶-۲۴۷)

ترجمہ:... ”اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو .... یا خود اپنے لئے نبوّت کا دعویٰ کرے، یا نبوّت کے حصول کو، اور صفائے قلب کے ذریعے مرتبۂ نبوّت تک پہنچنے کو جائز رکھے ...... اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے خواہ صراحۃً نبوّت کا دعویٰ نہ کرے، تو یہ سب لوگ کافر ہیں، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور پوری اُمت کا اس پر اِجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے اس سے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے۔ اس لئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی

شک نہیں، اور ان کا کفر کتاب و سنّت اور اِجماع کی رُو سے قطعی ہے۔“

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”وقد قتل عبدالملک بن مروان الحارث المتنبّی وصلّبه وفعل ذٰلک غیر واحد من الخلفاء والملوک بأشباههم وأجمع علماء وقتهم علٰی صواب فعلهم والمخالف فی ذٰلک من کفرهم کافر.“ (الشفاء، ج:۲، ص:۲۵۷)

ترجمہ:... ”اور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعیٔ نبوّت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا تھا، اور بے شمار خلفاء و سلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور دُرست قرار دِیا۔ اور جو شخص مدعیٔ نبوّت کے کفر میں اس اِجماع کا مخالف ہو، وہ خود کافر ہے۔“

فقہائے اُمت کے فتاویٰ:

۱:... فتاویٰ عالمگیری

”إذا لم یعرف الرجل أن محمدًا صلی اللہ علیه وسلم آخر الأنبیاء فلیس بمسلم، ولو قال: ”أنا رسول اللہ“ أو قال بالفارسیة: ”من پیغمبرم“ یرید به من پیغام می برم یکفر.“

(فتاویٰ ہندیہ، ج:۳، ص:۲۶۳ مطبوعہ بولاق، مصر)

ترجمہ:... ”جب کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، اور اگر کہے کہ: ”میں رسول ہوں“ یا فارسی میں کہے کہ: ”میں پیغمبر ہوں“ اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں، تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔“

۲:... فتاویٰ بزازیہ

”ادعی رجل النبوّة، فقال رجل: ”هات بالمعجزة!“ قیل یکفر، وقیل لا.“

(الفتاویٰ البزازیہ بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری، ج:۶، ص:۳۲۸، مطبوعہ بولاق، مصر)

ترجمہ:... ”ایک شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا، دُوسرے نے اس سے کہا کہ: ”اپنا معجزہ لاؤ!“ تو یہ معجزہ طلب کرنے والا بقول بعض کے کافر ہوگیا، اور بعض نے کہا نہیں۔“

۳:... البحر الرائق شرح کنز الدقائق

”ویکفر بقوله: ”کان ما قال الأنبیاء حقًّا أو صدقًا“ وبقوله: ”أنا رسول اللہ“، ویطلبه المعجزة حین ادعی

مولانا غلام حیدر تونسویؒ شجاع آباد

مولانا غلام حیدر تونسویؒ بنیادی طور پر مور جھنگی ریتڑہ تونسہ شریف کے ملتانی بلوچوں سے تعلق رکھتے تھے۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان سے ۱۹۶۰ء میں دورۂ حدیث شریف کیا، ان دنوں جامعہ قاسم العلوم میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے علاوہ اور بھی کئی ایک نامور اساتذہ کرام محو تدریس تھے تو مولانا مفتی محمودؒ اور ان کے رفقاء کرام سے احادیث نبویہ پڑھیں، تعلیم سے فراغت کے بعد شجاع آباد کے قریب ٹبی درکھاناں میں امامت وخطابت کے لئے تشریف لے آئے۔ ٹبی درکھاناں میں عرصہ دراز سے ۹، ۱۰ محرم الحرام کو جلسہ شہداء کربلا کی یاد میں ہوتا چلا آ رہا ہے۔ مولانا غلام حیدر نے انہیں باقاعدگی دی، چوٹی کے علماء کرام، مبلغین عظام تشریف لاتے، جس میں امام اہلسنت حضرت مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاریؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ، علامہ عبدالستار تونسویؒ، مولانا سیّد عبدالمجید ندیمؒ، مولانا سیّد عبدالکریم شاہ ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا قاضی بشیر احمدؒ، مولانا عبدالغفور حقانی مدظلہ، مولانا عبدالکریم ندیم غرضیکہ مبلغین تشریف لاتے اور بیان فرماتے، جن سے اہل علاقہ کے ایمان، عقائد، اعمال کو جلا ملتی، وہ جلسہ یادگار جلسہ ہوتا تھا اور اب بھی ہو رہا ہے۔ راقم کو بھی ایک دو مرتبہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا غلام حیدرؒ کو اللہ پاک نے رسیلی آواز سے سرفراز فرمایا تھا۔ عرصہ تیں پینتیس سال ٹبی درکھاناں میں خدمات سرانجام دیں۔ راقم کے برادر محترم مولانا خادم اللہ مدظلہ ٹبی درکھاناں میں عرصہ دراز تک ٹیچر اور معلم رہے۔ راقم ان دنوں شجاع آباد کے مدرسہ عزیز العلوم میں زیر تعلیم تھا تو موصوف نے اگر کہیں رات کے لئے جانا ہوتا تو موصوف اپنا سائیکل راقم کے پاس کھڑا کرتے۔ اس طرح ان سے نصف صدی سے زائد عرصہ کا تعلق رہا ہے۔ علاقہ کے دکھ سکھ، مدارس و جامعات کے پروگرام، ایصال ثواب کی مجالس میں ان کی فکر انگیز اور موثر تقاریر ہوتیں۔ جس سے سینکڑوں لوگوں کو اللہ پاک نے عقائد و اعمال کی اصلاح کی توفیق نصیب فرمائیں۔ جمعیت علماء اسلام اہلسنت والجماعت، مجلس علماء اہلسنت پاکستان، تنظیم اہلسنت، مرحومہ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت سمیت تمام دینی جماعتوں سے برادرانہ، محبانہ تعلق رکھا۔ ایک عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آ رہے تھے۔ ”مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی“ تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا۔ ۹؍رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات مطابق ۲۲؍اپریل ۲۰۲۱ء کو داعی اجل کو لبیک کہا، اگلے دن بروز جمعۃ المبارک ۲۳؍اپریل ۱۱ بجے قبل از دوپہر خیر پور والی جنازہ گاہ میں مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں خیر پور والی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

رجل الرسالة وقيلا أراداظهار عجزه لَا يكفر." (البحرالرائق شرح کنزالدقائق،ج:۵، ص:۱۳۰،مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:...’’اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ کہے کہ:’’اگر انبیاء کا قول صحیح اور سچ ہو‘‘ تو کافر ہوجاتا ہے۔اسی طرح اگر یہ کہے کہ:’’میں اللہ کا رسول ہوں‘‘ تو کافر ہوجاتا ہے۔اور جو شخص مدعیٔ نبوت سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہوجاتا ہے،اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اس کا عجز ظاہر کرنے کے لئے معجزہ طلب کرے تو کافر نہیں ہوتا۔‘‘

۴:...جامع الفصولین:

’’قال: ’’أنا رسول الله‘‘ أو قال بالفارسية: ’’من بيغامبرم‘‘ يريد به بيغام مى برم كفر. ولو أنه حين قال هذه الكلمة طلب منه غيره معجزة قيل كفر الطالب، قال المتأخرون: لو كان غرض الطالب تعجيزه لا يكفر." (جامع الفصولین ج:۲،ص:۳۰۳،مطبعۃ ازہر ۱۳۰۰ھ)

ترجمہ:...’’کسی شخص نے کہا کہ:’’میں اللہ کا رسول ہوں‘‘ یا فارسی زبان میں کہا کہ:’’میں پیغمبر ہوں‘‘ مراد اس کی یہ تھی کہ میں پیغام لے جاتا ہوں،کافر ہوجائے گا۔اور جب اس نے یہ بات کہی تو دُوسرے آدمی نے اس سے معجزہ طلب کیا تو کہا گیا ہے کہ معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر ہوجائے گا۔اور متأخرین نے کہا کہ:اگر اس کا مقصد اس کو عاجز کرنا تھا تو کافر نہیں ہوگا۔‘‘

۵:...فقہِ شافعی کی مستند کتاب مغنی المحتاج شرح منہاج میں ہے:

’’(أو نفى (الرسل) بأن قال: ’’لم يرسلهم الله‘‘ أو نفى نبوّة نبي أو ادعى نبوّة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم أو صدق مدعيها أو قال: ’’النبي صلى الله عليه وسلم أسود، أو أمرد، أو غير قرشي‘‘ أو قال: ’’النبوّة مكتسبة أو تنال رتبتها بصفاء القلوب‘‘ أو ’’أوحى إلىّ‘‘ ولم يدع النبوّة (أو كذب رسولًا) أو نبيًا أو سبه أو استخف به أو باسمه أو باسم الله ..... (كفر)."

(مغني المحتاج، ج:۴،ص:۱۳۵)

ترجمہ:...’’یا کوئی شخص رسولوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ:’’اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں بھیجا‘‘ یا کسی خاص نبی کی نبوّت کا انکار کرے،یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے،یا مدعیٔ نبوّت کی تصدیق کرے،یا یہ کہے کہ:’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم...نعوذ باللہ...کالے تھے،یا بے ریش تھے،یا قریشی نہیں تھے‘‘ یا یہ کہے کہ: ’’نبوّت حاصل ہوسکتی ہے،یا قلب کی صفائی کے ذریعے نبوّت کے رُتبے کو پہنچ سکتے ہیں‘‘ یا نبوّت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ کہے کہ:’’مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے‘‘ یا کسی رسول و نبی کو جھوٹا کہے،یا نبی کو بُرا بھلا کہے،یا کسی نبی کی تحقیر کرے،یا اللہ تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرے تو ان سب صورتوں میں کافر ہوجائے گا۔‘‘

۶:...مغنی ابن قدامہؒ (جو فقہِ حنبلی کا مستند فتاویٰ ہے)

’’ومن ادعى النبوّة أو صدق من ادعاها فقد ارتد لأن مسيلمة لمّا ادعى النبوّة فصدّقه قومه صاروا بذلك مرتدين وكذلك طليحة الأسدى ومصدّقوه ..... وقال النبي صلى الله عليه وسلم: ’’لَا تقوم الساعة حتّٰى يخرج ثلاثون كذّابون كلّهم يزعم أنه رسول الله".

اسلامی ممالک کوتوہین رسالت کے حوالے سے مشترکہ جدوجہد کی ضرورت ہے:علماء کرام

لاہور...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، سیکریٹری جنرل لاہور مولانا قاری علیم الدین شاکر، مبلغ لاہور مولانا عبدالنعیم، نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، سرپرست لاہور قاری جمیل الرحمن اختر، جے یو آئی کے مرکزی رہنما مولانا حافظ محمد اشرف گجر، قاری ظہور الحق، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا خالد محمود، مولانا سیّد عبداللہ شاہ و دیگر نے خطبات جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یورپی یونین کی قرارداد کے شہ پر ۲۹۵-سی تحفظ ناموس رسالت قانون کے خلاف سازشوں کے جال بنے جارہے ہیں۔ یورپی یونین کی قرارداد میں پاکستان کی عدالت سزا یافتہ گستاخان رسول شفقت مسیح اور شگفتہ مسیح زیر بحث لانا اور ان کی رہائی کا مطالبہ کرنا یہ پاکستان کی عدالتوں کے خلاف ایک گہری سازش ہے۔ گستاخان کے حوالے سے یورپی یونین موقف سو فیصد غلط ہے۔ آسیہ مسیح کے بعد ان گستاخان رسول کو حکومت کا ریلیف دینا دشمنان پیغمبر کو پروموٹ کرنے کے مترادف ہے۔ اسلامی ممالک کو توہین رسالت کے حوالے سے مشترکہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔توہین رسالت کسی بھی مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ایسا کرنے والے کی سزا وہی ہونی چاہئے جو کسی بڑے دہشت گرد کی ہوتی ہے۔ یورپی پارلیمنٹ کی قرارداد پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے جو کہ کسی بھی آزاد اور خود مختار ملک کے لئے ناقابل قبول ہے۔۲۹۵-سی کے خاتمے کا مطالبہ کرنا پونے دو ارب مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہر حال میں ملک کے اساسی قانون کی حفاظت کرے او آئی سی کے پلیٹ فارم سے تمام اسلامی ممالک کو یورپی پارلیمنٹ کی قرارداد کا بھرپور انداز میں جواب دینا چاہئے۔انہوں نے مزید کہا کہ حکمران ناموس رسالت ایکٹ میں کسی بھی قسم کی ترمیم نہ کریں اور ہر قسم کا بیرونی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے اہل اسلام کے جذبات کی ترجمانی کریں۔

ومن سبّ الله تعالٰی کفر سواءً کان مازحًا أو جادًا، وکذٰلک من استهزأ بالله تعالٰی أو بآیاته أو برُسلهٖ أو کتبهٖ. قال الله تعالٰی: "وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَرَسُولِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ. لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ". وینبغی أن لا یکتفی من الھازئ بذٰلک مجرد الاسلام حتّٰی یؤدب أدبًا یزجرہ عن ذٰلک فانه اذا لم یکتف ممن سبّ رسول الله صلی الله علیه وسلم بالتوبة فممن سبّ الله تعالٰی أولٰی." (مغنی ابن قدامہ، ج:۱۰،ص:۱۱۲)

ترجمہ:...''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، یا مدعیٔ نبوّت کی تصدیق کرے، وہ مرتد ہے، کیونکہ مسیلمہ نے جب نبوّت کا دعویٰ کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ بھی اس کی وجہ سے مرتد قرار پائی۔ اسی طرح طلیحہ اسدی اور اس کے تصدیق کنندگان بھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے نکلیں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ رسول اللہ ہے۔'' جو شخص اللہ تعالیٰ کو ...نعوذ باللہ... گالی دے، وہ کافر ہے، خواہ بھول کر دے، یا بطورِ مزاح، یا واقعی سچ مچ۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کا، یا اس کی آیات کا، یا اس کے رسولوں کا، یا اس کی کتابوں کا مذاق اُڑائے وہ بھی کافر ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم تو بس یونہی دِل لگی اور ہنسی کھیل کر رہے تھے، آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ سے، اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے ہنسی کر رہے تھے؟ بہانے نہ بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے ہو۔'' اور چاہئے کہ ایسے ہنسی کرنے والے کے صرف اسلام لانے پر اِکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس کو عقل سکھانے کے لئے کچھ سزا بھی دی جائے تاکہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے، کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ناشائستہ الفاظ کہنے والے کی توبہ پر اِکتفا نہیں کیا جاتا تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے حق میں گستاخانہ الفاظ کہے وہ بدرجۂ اَوْلیٰ تعزیر کا مستحق ہے۔''

۷:...الشرح الکبیر شرح المقنع بھی فقہِ حنبلی کا مستند فتاویٰ ہے اور اس میں بھی لفظ بلفظ وہی عبارت ہے جو مغنی ابن قدامہؒ سے اُوپر نقل کی گئی ہے۔ (شرح کبیر برحاشیہ مغنی، ج:۱۰،ص:۱۱۱)

خلاصۂ بحث:

گزشتہ بالا سطور سے واضح ہوچکا ہے کہ قرآنِ کریم، احادیثِ متواترہ، فقہائے اُمت کے فتاویٰ اور اِجماعِ اُمت کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلااِستثنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلاسکتا، نہ منصبِ نبوّت پر فائز ہوسکتا ہے، اور جو شخص اس کا مدعی ہو، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اور یہ خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلیٰ ترین شرف و منزلت اور عظیم الشان اِعزاز و اِکرام ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی بن کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو سوال ہوگا کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم بھی دیئے گئے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو نئے علوم نہیں دیئے گئے بلکہ وہی علوم اس پر دوبارہ نازل کئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے گئے تھے، تو قرآن مجید اور علومِ نبوی کے موجود ہوتے ہوئے دوبارہ انہی علوم کو نازل کرنا کارِ عبث ہوگا، اور حق تعالیٰ شانہٗ عبث سے منزّہ ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد کے نبی کو ایسے علوم دیئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے تھے تو اس سے ...نعوذ باللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ناقص ہونا، قرآنِ کریم کا تمام دینی اُمور کے لئے واضح بیان (تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ) نہ ہونا اور دینِ اسلام کا کامل نہ ہونا لازم آئے گا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، قرآنِ کریم کی اور دینِ اسلام کی سخت توہین ہے۔

علاوہ ازیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس پر ایمان لانا لازم ہوگا، اور اس کا اِنکار کفر ہوگا، ورنہ نبوّت کے کیا معنی؟ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُوسرے انداز میں توہین و تنقیص ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر رہے، اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کا مستحق ہو، جس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ...نعوذ باللہ... کفر سے بچانے اور دوزخ سے نجات دِلانے کے لئے کافی نہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ تمام مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ☆☆

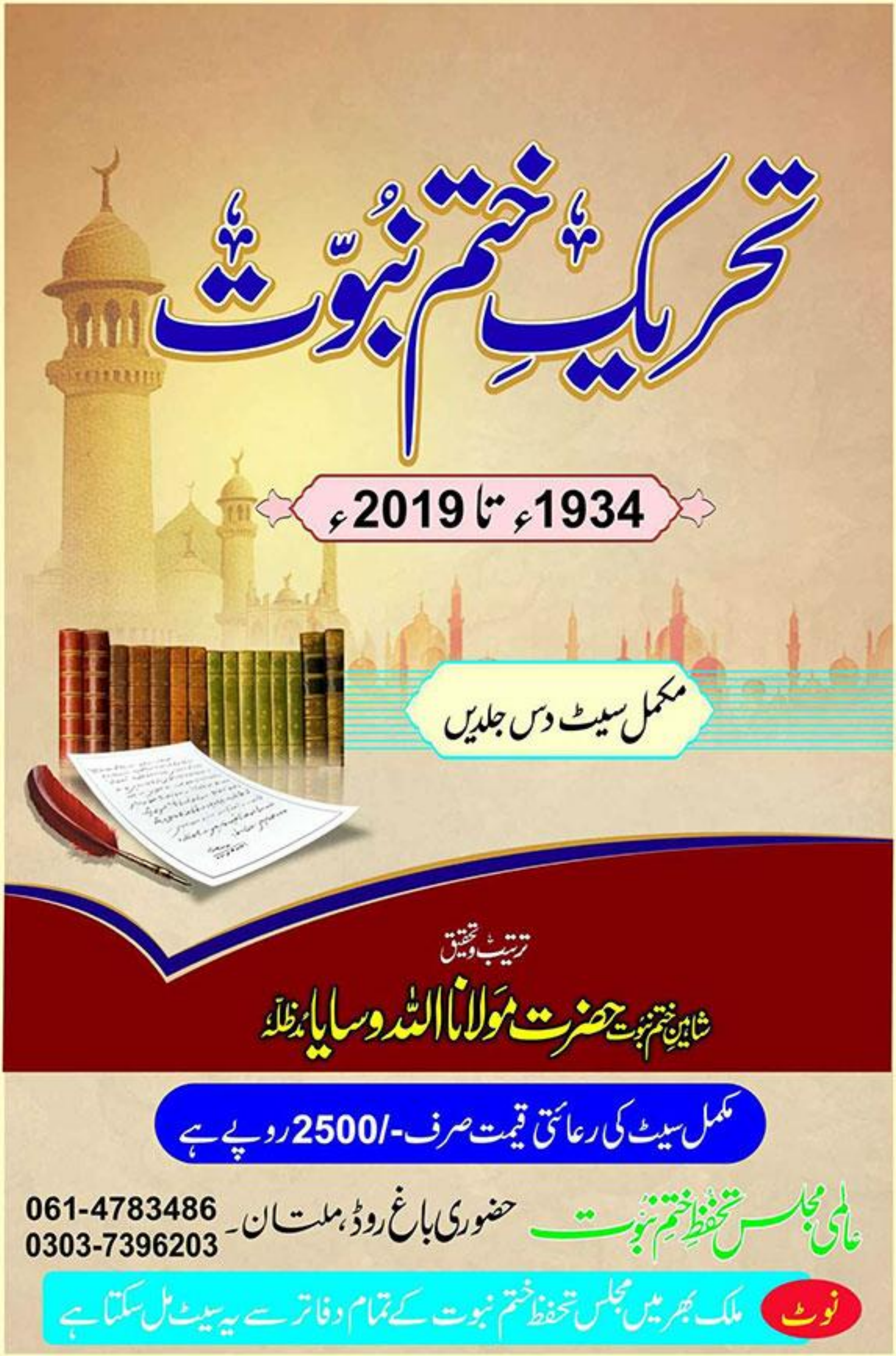
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے